تاریخ ممتاز

(آخری تاجدار اودھ واجد علیشاہ کے خطوط اپنی بیگم اکلیل محل کے نام)

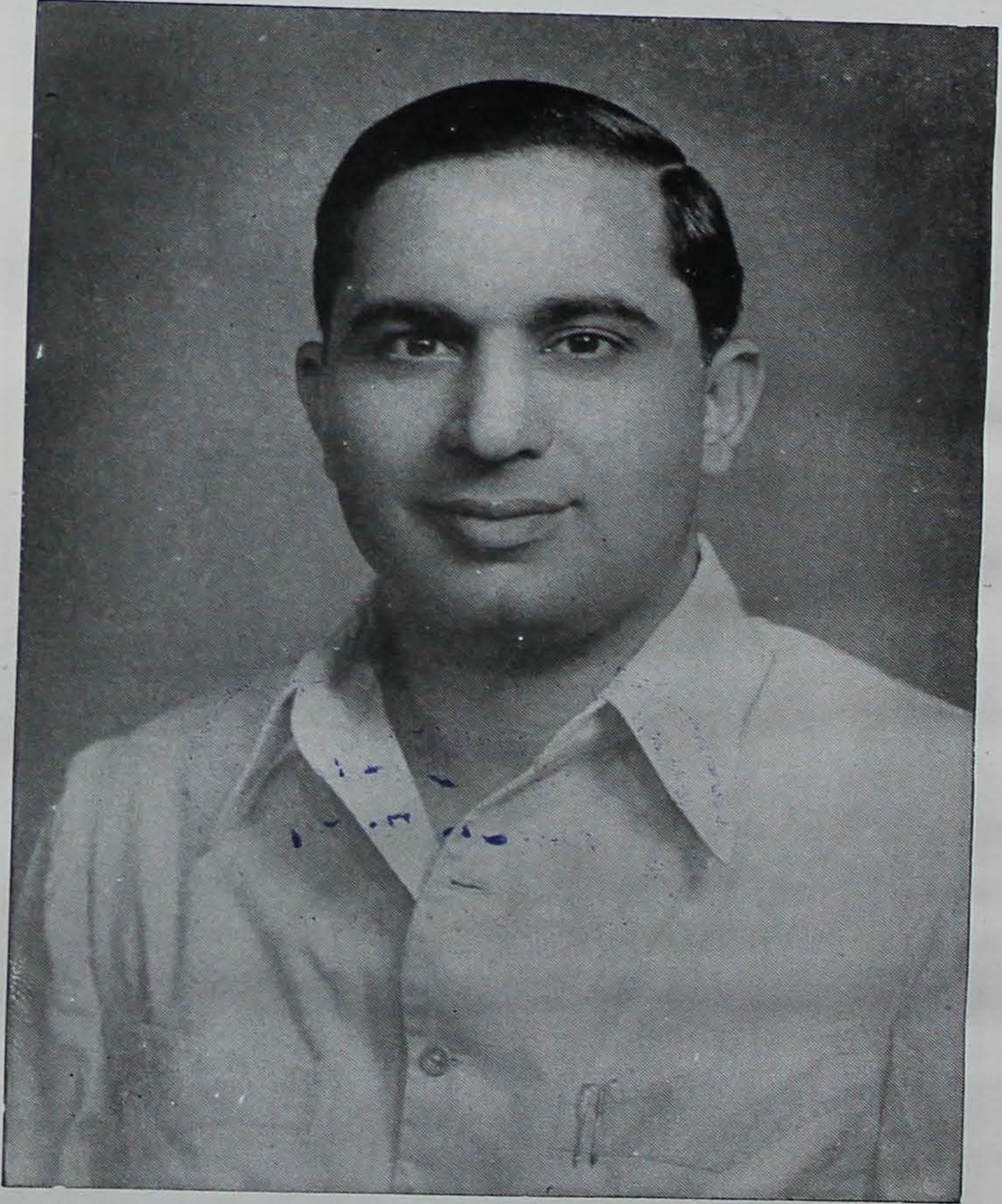
مرتبہ

ڈاکٹر محمد باقر ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی (لندن)

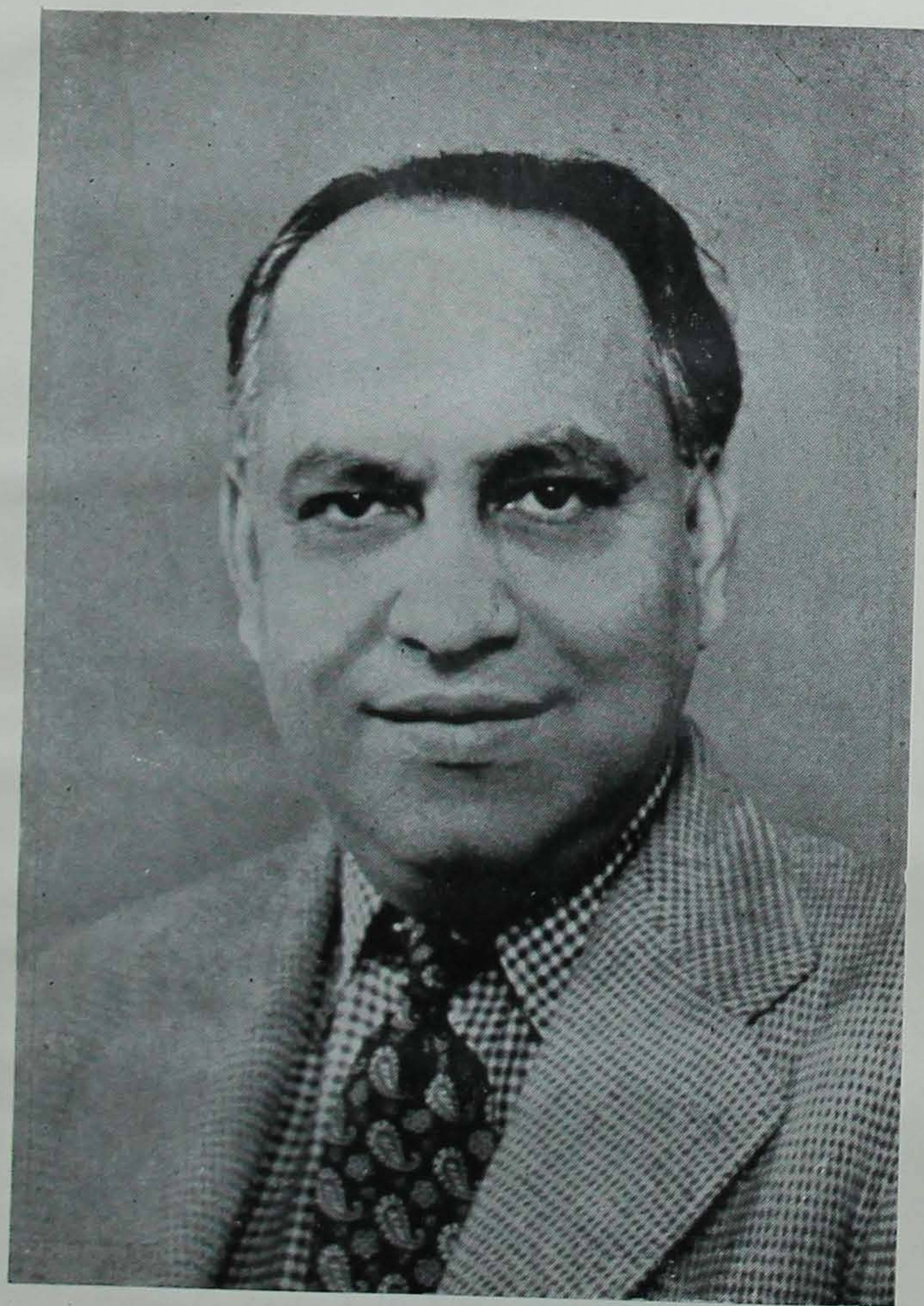
رئیس

شعبہ فارسی — دانشگاہ پنجاب

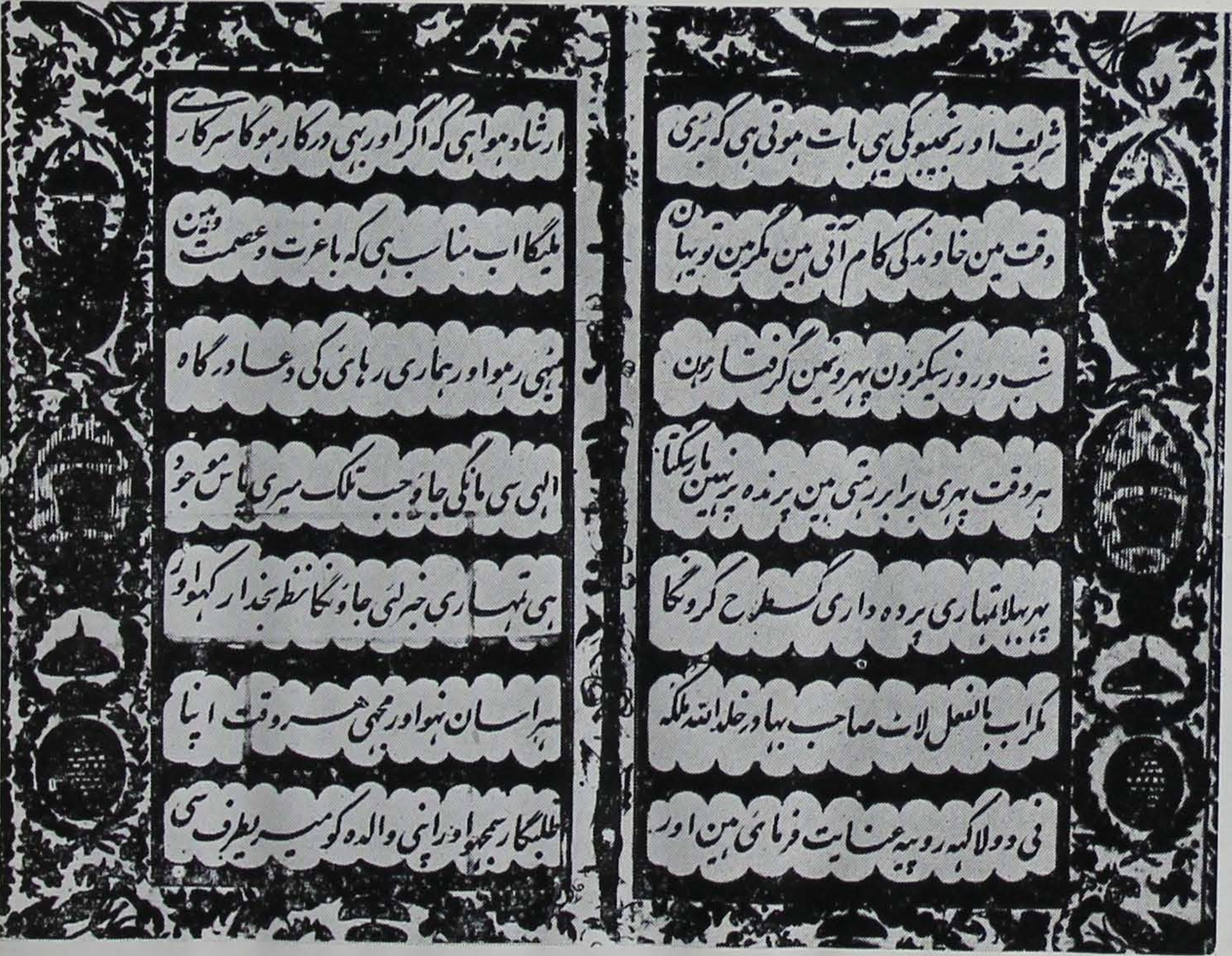
لاہور



ڈاکٹر محمد باقر ایم-اے-پی-ایچ-ڈی (لندن)



مرحوم ڈاکٹر محمد دین تاثیر



شریف اور سمجھو گی یہی بات ہوتی ہی کہ بری
وقت مین خاوندکی کام آتی ہین مگر مین تو یہان
شب و روز سیکڑون پہرو مین گرفتار ہون
ہر وقت پہری برابر رہتی ہین پرندہ پر نہین مار سکتا
پہر بہلا تمہاری پردہ داری کس طرح کرونگا
مگر اب بالفعل لاٹ صاحب بہادر خلد اللہ ملکہ
نی دو لاکہ روپیہ عنایت فرمائی ہین اور

ارشاد ہوا ہی کہ اگر اور بہی درکار ہوگا سرکار سے
ملیگا اب مناسب ہی کہ باعزت و عصمت وہین
بیٹہی رہو اور ہماری رہائی کی دعا درگاہ
الہی سی مانگی جاو جب تلک میری پاس موجود
ہی تمہاری خبر لیی جاونگا نظربند ار کہو اور
سپہر اسان نہو اور مجہی ہر وقت اپنا
طلبگار سمجہو اور اپنی والدہ کو میری طرف سی

مخطوطہ کے ایک ورق کا عکس



واجد علی شاہ

انتساب

ڈاکٹر محمد دین تاثیر مرحوم کے نام

جن کی وساطت سے یہ نادر خطوط ہم تک پہنچے

تعداد ۱۰۰۰

مارچ ۱۹۵۲

قیمت 6.50

اردو مرکز - لاہور

قریشی آرٹ پریس نیلا گنبد - لاہور

تاریخ ممتاز

(آخری تاجدار اودھ کے خطوط)

تعارف

آخری تاجدار اودھ سلطان عالم نواب واجد علی شاہ ابن امجد علی شاہ ۱۰ ذوالقعدہ ۱۲۳۸ھ [1] (مطابق ۱۹ جولائی ۱۸۲۳) یوم سہ شنبہ کو پہر دن چڑھے شبستان عدم سے انجمن وجود میں آئے ۔ اور روز شنبہ ۲۶ صفر ۱۲۶۳ھ [2] (مطابق ۱۳ فروری ۱۸۴۷ء) کو ۲۵ سال کی عمر میں تخت نشین ہوئے ۔ ۲۹ [3] جمادی الاول ۱۲۷۲ھ (مطابق ۷ فروری ۱۸۵۶ء) کو ایسٹ انڈیا کمپنی کے نمایندہ اور ہندوستان کے گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی نے ملک اودھ کو انگریزی مقبوضہ علاقہ کے ساتھ ملحق کر لیا ۔ اور واجد علی شاہ کو معزول کر کے پندرہ لاکھ روپے سالانہ اس کا وظیفہ مقرر کر دیا ۔ واجد علی شاہ نے انگریزوں کے اس فیصلہ کو اپنی بے بسی کی وجہ سے منظور تو کر لیا لیکن اسے قرین انصاف تسلیم نہ کیا ۔ اور اپنے مشیروں کی صلاح سے

۱۔ محمد نجم الغنی خان : تاریخ اودھ ، حصہ پنجم ، ص ۴۶ اور محمد تقی احمد : واجد علی شاہ ، ص ۳۲ ۔

۲۔ محمد نجم الغنی خان : تاریخ اودھ ، حصہ پنجم ص ۱۲۰ ۔

۳۔ ایضاً ، ص ۲۶۵ ۔ واجد علی شاہ کے اپنے بیان کے مطابق یہ واقعہ ۲۷ تاریخ کو ۱۲۷۱ھ میں پیش آیا :

دلا بست و ہفتم تھی اس ماہ کی ۔۔۔ چھٹی سلطنت جس میں مجھ شاہ کی

اکھتر تھے سن بارہ سو پر زیاد ۔۔۔ تو میری زباں سے رکھ اب اس کو یاد

("حزن اختر" ص ۳۸)

اس بات پر آمادہ ہوئے کہ لندن جاکر داد خواہی کریں - چنانچہ ۵ رجب[1] ۱۲۷۲ھ (مطابق ۱۳ مارچ ۱۸۵۶ء) بروز پنجشنبہ پہر رات گئے اپنے پھوپھا نواب حسام الدولہ بہادر کو لکھنو میں اپنا مختار بنا کر راہی کانپور ہوئے - سامان سفر درست کرنے کے بعد بادشاہ ۷ اپریل کو کانپور سے روانہ ہوکر ۱۶ اپریل کو بنارس پہنچے - راستے میں ایک ہفتہ الہ آباد میں قیام ہوا - لکھنو سے بنارس تک سفر بگھی میں ہوا - کیونکہ اُس وقت تک ریل نہیں بنی تھی - واجد علی شاہ نے خود اس سفر کا حال اپنی مثنوی 'حزن اختر' میں لکھا ہے :

کیا[2] بندے نے لکھنو سے سفر — لیا ساتھ تھوڑا سا کچھ ماحضر
رجب بھر رہے کانپور میں مقیم — برنڈن کے بنگلہ میں با خوف و بیم
دکھائی دیا ماہ شعبان کا جب — روانہ ہوئے واں سے با صد تعب
الہا جو آباد ہے ایک نام — رہے آٹھ دن اس میں اے خوش‌خرام
بنارس میں آکر رہے چودہ روز — وہ راجہ کی کوٹھی میں ہم سینہ سوز

بنارس کے راجہ کی میزبانی سے محظوظ ہوتے ہوئے وہیں سے دخانی جہاز پر سوار ہوکر راہی کلکتہ ہوئے - اور ۱۳ مئی[3] ۱۸۵۶ء کو مٹیا برج میں مہاراجہ بردوان کی کوٹھی میں رونق افروز ہوئے - ان کے کلکتہ پہنچنے سے[4] تقریباً ایک سال بعد ۱۸۵۷ء کا انقلاب برپا ہوا - اور بادشاہ موچی کھولے یعنی مٹیا برج سے فورٹ ولیم میں [5]ماہ شوال ۱۲۷۳ھ (مئی ۱۸۵۷ء) میں بحثیت قیدی ہٹا دیئے گئے - اس عرصہ میں جو جو مصایب پیش آئے ان کو اس طرح بیان کیا ہے :

۱- محمد نجم الغنی خان : تاریخ اودھ ، حصہ پنجم ، ص ۲۶۱ اور محمد حسن : ضیائے اختر ، ص ۶۴ -
۲- واجد علی شاہ : حزن اختر ، ص ۴۰ - ۴۱
۳- محمد نجم الغنی خان : تاریخ اودھ ، حصہ پنجم ، ص ۲۷۳ -
۴ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء
Langer, W.L., : An Encyclopaedia of World History, 880
۵- محمد نجم الغنی خان : تاریخ اودھ ، حصہ پنجم ، ص ۲۷۵ -

۱ ہوئے بند در قید خانے کے جب لکھوں کیا جو گذرا ستم اور غضب
کلیجہ مرا منہ کو آ گیا رکا دم جو سینہ میں گھبرا گیا
زن و مرد تیئیس تھے میرے ساتھ انہیں لائے کوٹھی میں سب ہاتھوں ہاتھ

اس وقت واجد علی شاہ کے ساتھ جو ۲۳ مرد و زن تھے ان میں چھ بیگمات بھی شامل تھیں ۔ جو ان کے ساتھ لکھنو سے آئی تھیں ۔ واجد علی شاہ کی پہلی شادی پندرہ سال کی عمر میں ہوئی اور اس کے بعد ان کی متعدد شادیاں ہوئیں ۔ بیگمات کی صحیح تعداد معین کرنا ایک تحقیق طلب کام ہے اور میرے موضوع سے خارج ۔ ضمناً عرض کرونگا کہ اسیری کے ان ایام میں بادشاہ نے اپنی بیگمات کا شمار ساٹھ ستر کے قریب بتایا ہے :

۲ کروں ساٹھ ستر محل گر شمار تو ہو جائے پھر یک قلم آشکار
اب ان میں ہیں یہ پانچ چھ بیویاں جو کلکتہ میں ساتھ آئیں یہاں

ان ساٹھ ستر محلات میں سے ایک بیگم ممتاز جہاں نواب اکلیل محل صاحبہ بھی تھیں جن کا خطاب زینت محل بھی تھا ۔ یہ لکھنو میں ہی رہ گئی تھیں اور میرا مقالہ صرف ان خطوط سے متعلق ہے ۔ جو تاجدار اودھ نے کلکتہ کے قیام اور اسیری کے ایام میں اپنی اس بیگم کو لکھے تھے ۔ یہ خطوط ایک مخطوطے[۳] کی شکل میں برطانوی عجایب خانہ (برٹش میوزیم) کے کتاب خانے میں موجود ہیں اور اس لحاظ سے عدیم المثال ہیں کہ ایک تو ان کا کوئی اور نسخہ کسی اور کتاب خانے میں محفوظ نہیں اور دوسرے یہ کہ یہ وہ مخطوطہ ہے جس کے متعلق گمان غالب یہ ہے کہ واجد علی شاہ کے حکم سے مدون کیا گیا ہے ۔

تاریخ ممتاز

واجد علی شاہ کے خطوط کا یہ مجموعہ ۸۰ اوراق پر مشتمل

۱۔ واجد علی شاہ : حزن اختر ، ص ۵۷ ۔
۲۔ ایضاً ، ص ۸۱ ۔
۳۔ شمار OR ۵۲۸۸ ۔

اس ورق[1] پر سات سطور هیں حاشیه مذهب هے اور اس میں اس قدر خوبصورت گلکاری کی هوئی هے که کتاب ایک زیور معلوم هوتی هے۔ کتاب کی ترتیب اور بهڑک پکار پکار کر کهه رهی هے که یه کتاب کسی بادشاه کے لئے لکهی گئی هے لیکن اس کے علاوه ایک داخلی ثبوت یه بهی هےکه واجد علی شاه کا آخری خط اس مجموعه میں شامل هے اس کی تاریخ کتابت ''هفتم شهر صفر[2] ۱۲۷۶ هجری'' (مطابق ۶ ستمبر ۱۸۵۹ء) هے۔ اور مخطوطه کا سن تدوین بهی[3] ۱۲۷۶ هجری هے۔ غالباً یهی وجه هے که برٹش میوزیم کے لائبریرین نے بوثوق اس مخطوطه کے متعلق یه لکها هے که یهی نسخه هے جو بادشاه کے لئے ترتیب دیا گیا تها:

> "There are 160 pages and one likeness of Wājid 'Alī Shāh, King of Oudh. My estimate for copying a work in gold in the margins is not less than Rs. 5/- a page, which makes Rs. 800/- with Rs. 30/- for the likeness. This book does not exist in print and it is the original copy".[4]

مندرجات و وجه ترتیب

برٹش میوزیم کا مکمل مخطوطه ایک طویل[5] تمهید اور خطوط کے دو مجموعوں پر مشتمل هے۔ تمهید اکبر علی خان المتخلص به ''توقیر'' کی لکهی هوئی هے۔ اس نے ان خطوط کو یکجا جمع کرنے کے وجوه بالتفصیل یوں بیان کئے هیں:-

''ایک شب که کواکب انور اوپر فلک اخضر کے مانند نور دولت و اقبال کے ناصیهٔ بختمندان سے شعشه انداز، و دیدهٔ ستارگان مثل فراق دیدگان سوخته دل کے بسوز و گداز، و فلک مانند صوفیان ازرق پوش کے رقصان، و چراغ ماه نورانی

۱۔ تقطیع ۱۰ انچ × ۶ انچ۔
۲۔ واجد علی شاه: تاریخ ممتاز، ورق ۸۰ الف۔
۳۔ ایضاً: ورق ۲۲ ب۔
۴۔ برٹش میوزیم کا مخطوطه، ورق ۱۔
۵۔ تاریخ ممتاز، ورق ۲ب—۲۱ب۔

اوپر رواق دخانی کے مثل تجلیات ربانی اوپر کوہ طور کے پر تو فشان تھا، یکایک اوپر ضمیر فیض منیر جناب عفت مآب کے آیا کہ آیا محبت نامجات کہ جو ہمارے سلطان عالم و پیارے جان عالم زیداللہ حسنہ' و جمالہ' و اعاد اللہ ملکہ' و سلطنتہ' نے بوفور عنایت بے غایت ہم کو بھجوائے ہیں، اگر وہ درر معانی و گوہر سخندانی سلسلۂ تحریر میں مثل انشا کے ملسلسل ہوں، پس وقت تنہائی و جدائی میں تشفی بخش عاشقۂ اکمل ہوں۔ اور تا قیامت حسن دل افروز جان عالم ادام‌اللہ محبتہ' کا شہرا اور ہمارے عشق صادق کا مثل شیریں و زلیخا کے چرچا تا قیام روز قیام قایم رہے۔ اور یہ انشا مثل عروسان نوخاستہ مشاطگیٔ خوش نویسان و نقاشان سے پرنور نقش و نگار مطلا و مذہب و منقر و محلی ہو کر زینت بخش بزم معانی و حجلہ آرائے طبع سخندانی دایم رہے۔ اور طبع مبارک نے تجویز اس امر خاص سے ایسا لطف اوٹھایا کہ علی‌الصباح اس ہیچمدان کج مج زبان سراپا تقصیر اکبر علی خان تخلص توقیر سے کہ پشت‌ہا پشت سے خانہ زاد سرکار فیض آثار گاہی و باالفعل بہعدۂ جواب نویسی محبت نامجات نواب موصوفہ و ممدوحہ کے معین و مقرر ہے واسطے اہتمام اور تیاری کے ارشاد فرمایا“۔[۱]

اتفاق دیکھئے کہ جب واجد علی شاہ کی اس بیگم نے ان خطوط کی ترتیب و تدوین کا حکم دیا تو اسی وقت تاجدار اودھ نے بھی فورٹ ولیم کلکتہ سے اس خواہش کا اظہار کیا۔ خطوط کے دوسرے مجموعہ کے پندرھویں خط مورخہ ۱۷ ذوالقعدہ ۱۲۷۵ھ (مطابق ۱۸ جون ۱۲۷۶ء) میں واجد علی شاہ نواب اکلیل محل صاحبہ کو لکھتے ہیں:—

۱۔ تاریخ ممتاز، ورق ۱۵—۱۶۔

"مکرر یہ کہ ایک کتاب اپنے محبت ناموں کی تاریخ وار جس طرح ہم نے بھیجے ہوں، خوش تقطیع بین السطور اچھا مطلا مذہب کروا کے ہمارے پاس بھجواؤ۔ مگر جس طرح سے ہم نے لکھا ہے معہ نظم و نثر اوسی ترتیب سے۔ اور دیباچہ اوس کا اپنے نام پر کرنا، کہ یہ محبت نامہ مرسلہ جان عالم ہم نے اپنی فرط محبت سے جمع کئے اور اوس کا نام تاریخ ممتاز رکھنا۔ اور بعد اوس کے تحفہ جلد اوس کی بنوا کے ہمارے پاس بھجواؤ۔ اور ہر ہر مہینے کے بعد یہی شغل جاری رکھنا کہ اوسی تقطیع اون کے موافق درست کروا کے بعد انقضائے ماہ ہمراہ محبت نامہ وہ اوراق روانہ کر دیا کرنا۔ ہمارے دل کو سرور اور آنکھوں کو نور رہے گا۔ اور جو کچھ اوس میں صرف ہوگا وہ ہم سے متعلق ہے۔ زنہار اس میں پس و پیش نہ کرنا۔ تھوڑے لکھے کو بہت جاننا"۔[1]

ظاہر ہے کہ تاجدار اودھ کی بیگم نے بادشاہ کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے ان خطوط کو حسب الحکم ایک تقطیع پر مطلا و مذہب حاشیہ کے ساتھ لکھوایا۔ ہاں اتنا فرق ضرور رہا کہ بادشاہ کی یہ خواہش تھی کہ ہر مہینہ کے خطوط جمع کر کے اور ان ہدایات کے مطابق لکھوا کر آسے لوٹا دیئے جائیں۔ لیکن اس مجموعہ کو دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب خطوط ایک ہی دفعہ جمع کرکے لکھوا دیئے گئے۔ یوں بھی خطوط کی تاریخیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مہینے میں بہت سے خطوط شاہ اودھ کی طرف سے بیگم کو موصول نہیں ہوئے تھے۔ کتاب کا نام حسب الحکم "تاریخ ممتاز" ہی رکھا گیا۔

خطوط کی ترتیب و تواریخ

پہلے حصے میں نو خطوط ہیں جو سب کے سب آزادی کے دوران

۱۔ تاریخ ممتاز، ورق ۷۱ ب۔ ۷۲ الف۔

میں لکھے گئے ہیں - اس وقت واجد علی شاہ راجہ بردوان کی کوٹھی میں مقیم تھے - پانچویں خط میں لکھتے ہیں:—

"خدا گواہ ہے کہ اب تو ایک ایک گھڑی مثل ایک ایک سال کے گذرتی ہے - مفارقت طبیعت محبت طویت کو بہت بے چین کرتی ہے - اس کو تصور کرو کہ جو اوس عیش و آرام اور جاہ و حشمت سکندری سے بسر کرتا ہو یا وہ اب گردش فلکی سے کوٹھی راجہ بردوان میں کہ واسطے دشمنوں کے محبس سے کم نہیں دن مصیبت کے بھرتا ہو کیا اوس کے دل کا عالم ہوگا"[1]

واجد علی شاہ اس کوٹھی میں ۱۳ مئی[2] ۱۸۵۶ء کو پہنچتے ہیں اور یہاں سے پہلا خط آپ ۵ زیقعدہ[3] ۱۲۷۲ ہجری (مطابق ۹ جولائی ۱۸۵۶ء) کو لکھتے ہیں، اس مجموعہ کا آخری خط بھی اسی کوٹھی (جسے مٹیا برج بھی کہتے تھے) سے ۱۵ صفر ۱۲۷۳ھ (مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۸۵۶ء) کو لکھا گیا ہے، یہ تمام خطوط واجد علی شاہ نے خود لکھے ہیں -

واجد علی شاہ کلکتہ پہنچ کر بیمار ہوگئے تھے اور اسی وجہ سے خود لندن جانے کا ارادہ ترک کر دیا تھا - مٹیا برج واقعہ موچی کھولے میں علالت کا عرصہ بسر ہوا - تقریباً ایک سال کے بعد شفا ہوئی اور جس دن آپ غسل صحت کی تیاری کر رہے تھے اسی دن آپ کو حکم ملا کہ وہ صرف چند ہمراہیوں کے ساتھ فورٹ ولیم میں چلے جائیں - کیونکہ ملک میں انگریزوں کے خلاف بغاوت ہو چکی تھی- قلعہ میں نظر بند ہونے کا اثر تھا یا دیگر موانع بہر صورت اس مجموعہ میں واجد علی شاہ کا اگلا خط تقریباً دو سال کے فاصلہ پر لکھا ہوا ملتا ہے - یہ خط اس مجموعہ کے دوسرے حصے کا پہلا خط ہے - اس حصے میں

---

۱ - تاریخ ممتاز، ورق ۳۴ -

۲ - محمد نجم الغنی خان : تاریخ اودھ 'حصہ پنجم' ص ۲۷۳ -

۳ - تاریخ ممتاز، ورق ۲۵ ب -

تقریباً سات
بیس خط ہیں جن میں سے اٹھارہ خط اسیری کے زمانے میں
مہینوں میں اور دو خط پھر مٹیا برج سے دو مہینوں میں لکھے ہیں -
واجد علی شاہ کے اپنے بیان سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ
اس نے تقریباً دو سال کے درمیانی عرصہ میں کوئی خط اپنی اس
بیگم کو نہیں لکھا - پہلے خط میں جو ۱۴ ربیع الثانی ۱۲۷۵ھ (مطابق
۲۱ نومبر ۱۸۵۸) کو لکھا گیا ہے تحریر فرماتے ہیں :

"[1] اے جان جانعالم کیا بیان کرے جو مصایب گذرے - بارہ
آدمیوں سے قلعہٴ کلکتہ میں اٹھارہ مہینے سے ہوں"-

ان خطوط کا آخری یعنی بیسواں خط ۷ صفر ۱۲۷۶ھ (مطابق
۵ ستمبر ۱۸۵۹ء) کو مٹیابرج سے لکھا گیا ہے، واجد علی شاہ ۷ ذوالحجہ
۱۲۷۵ھ (مطابق ۹ جولائی ۱۸۵۹ء) کو قلعہ سے رہا ہوتے ہیں اور
اس کی اطلاع وہ انیسویں خط میں ۱۴ ذوالحجہ ۱۲۷۵ھ (مطابق ۱۶
جولائی ۱۸۵۹ء) کو اپنی بیگم کو دیتے ہیں :

"[2] الحمد للہ کہ تمہاری دعائے قلبی قبول ہوئی - مسرت جاوید
حصول ہوئی - یعنی ذوالحجہ کی ساتویں تاریخ ہفتے کے دن
بلائے ناگہانی آفت آسمانی سے نجات پا کے اپنی فرودگاہ قدیم
میں آئے"-

دوسرے حصے کے تمام خطوط واجد علی شاہ نے خود اپنے ہاتھ
سے نہیں لکھے - بلکہ چند مصروفیتوں کی وجہ سے کچھ خطوط اپنے
مصاحبین سے لکھوا دئیے ہیں - جن کا ذکر آگے آئیگا - خطوط کی
تاریخ کتابت کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :

حصہ اول

شمار خطوط	تاریخ کتابت
۱	۵ ذوالقعدہ ۱۲۷۲ ہجری (۹ جولائی ۱۸۵۶ء)
۲	۱۸ ذوالقعدہ ۱۲۷۲ ہجری (۲۲ جولائی ۱۸۵۶ء)

۱ - تاریخ ممتاز، ورق ۴۱ ب
۲ - تاریخ ممتاز، ورق ۷۷ الف

شمار خطوط	تاریخ کتابت
۳	۵ ذوالحجه ۱۲۷۲ هجری (۸ اگست ۱۸۵۶ء)
۴	۲۷ ذوالحجه ۱۲۷۲ هجری (۳۰ اگست ۱۸۵۶ء)
۵	۵ محرم ۱۲۷۳ هجری (۵ ستمبر ۱۸۵۶ء)
۶	۲۰ محرم ۱۲۷۳ هجری (۲۰ ستمبر ۱۸۵۶ء)
۷	۲۶ محرم ۱۲۷۳ هجری (۲۶ ستمبر ۱۸۵۶ء)
۸	۴ صفر ۱۲۷۳ هجری (۴ اکتوبر ۱۸۵۶ء)
۹	۱۵ صفر ۱۲۷۳ هجری (۱۵ اکتوبر ۱۸۵۶ء)

حصہ دوم

۱	۱۴ ربیع الثانی ۱۲۷۵ هجری (۲۱ نومبر ۱۸۵۸ء)
۲	۱۹ ربیع الثانی ۱۲۷۵ هجری (۲۶ نومبر ۱۸۵۸ء)
۳	۲۷ جمادی الثانی ۱۲۷۵ هجری (یکم فروری ۱۸۵۹ء)
۴	۷ رجب ۱۲۷۵ هجری (۱۰ فروری ۱۸۵۹ء)
۵	۲۲ رجب ۱۲۷۵ هجری (۲۵ فروری ۱۸۵۹ء)
۶	۵ شعبان ۱۲۷۵ هجری (۱۰ مارچ ۱۸۵۹ء)
۷	۷ شعبان ۱۲۷۵ هجری (۱۲ مارچ ۱۸۵۹ء)
۸	۱۳ شعبان ۱۲۷۵ هجری (۱۸ مارچ ۱۸۵۹ء)
۹	۸ رمضان ۱۲۷۵ هجری (۱۱ اپریل ۱۸۵۹ء)
۱۰	۱۷ رمضان ۱۲۷۵ هجری (۲۰ اپریل ۱۸۵۹ء)
۱۱	۲۱ رمضان ۱۲۷۵ هجری (۲۴ اپریل ۱۸۵۹ء)
۱۲	۱۸ شوال ۱۲۷۵ هجری (۲۱ مئی ۱۸۵۹ء)
۱۳	۵ ذوالقعده ۱۲۷۵ هجری (۶ جون ۱۸۵۹ء)
۱۴	۱۰ ذوالقعده ۱۲۷۵ هجری (۱۱ جون ۱۸۵۹ء)
۱۵	۱۷ ذوالقعده ۱۲۷۵ هجری (۱۸ جون ۱۸۵۹ء)
۱۶	۲۲ ذوالقعده ۱۲۷۵ هجری (۲۳ جون ۱۸۵۹ء)
۱۷	۲۵ ذوالقعده ۱۲۷۵ هجری (۲۶ جون ۱۸۵۹ء)
۱۸	۵ ذوالحجه ۱۲۷۵ هجری (۷ جولائی ۱۸۵۹ء)

شمار خطوط	تاریخ کتابت
۱۹	۱۴ ذوالحجہ ۱۲۷۵ ھجری (۱۶ جولائی ۱۸۵۹ء)
۲۰	۷ صفر ۱۲۷۶ ھجری (۵ ستمبر ۱۸۵۹ء)

افراد خطوط

یہ تمام خطوط واجد علی شاہ نے اپنی بیگم نواب اکلیل محل کو لکھے ھیں - ضروری معلوم ھوتا ھے کہ ان خطوط میں جن افراد کے متعلق ذکر کیا گیا ھے اُن پر کچھ روشنی ڈالی جائے- ان خطوط کا سب سے اھم کردار تو نواب اکلیل محل صاحبہ ھیں -

۱ـ نواب اکلیل محل

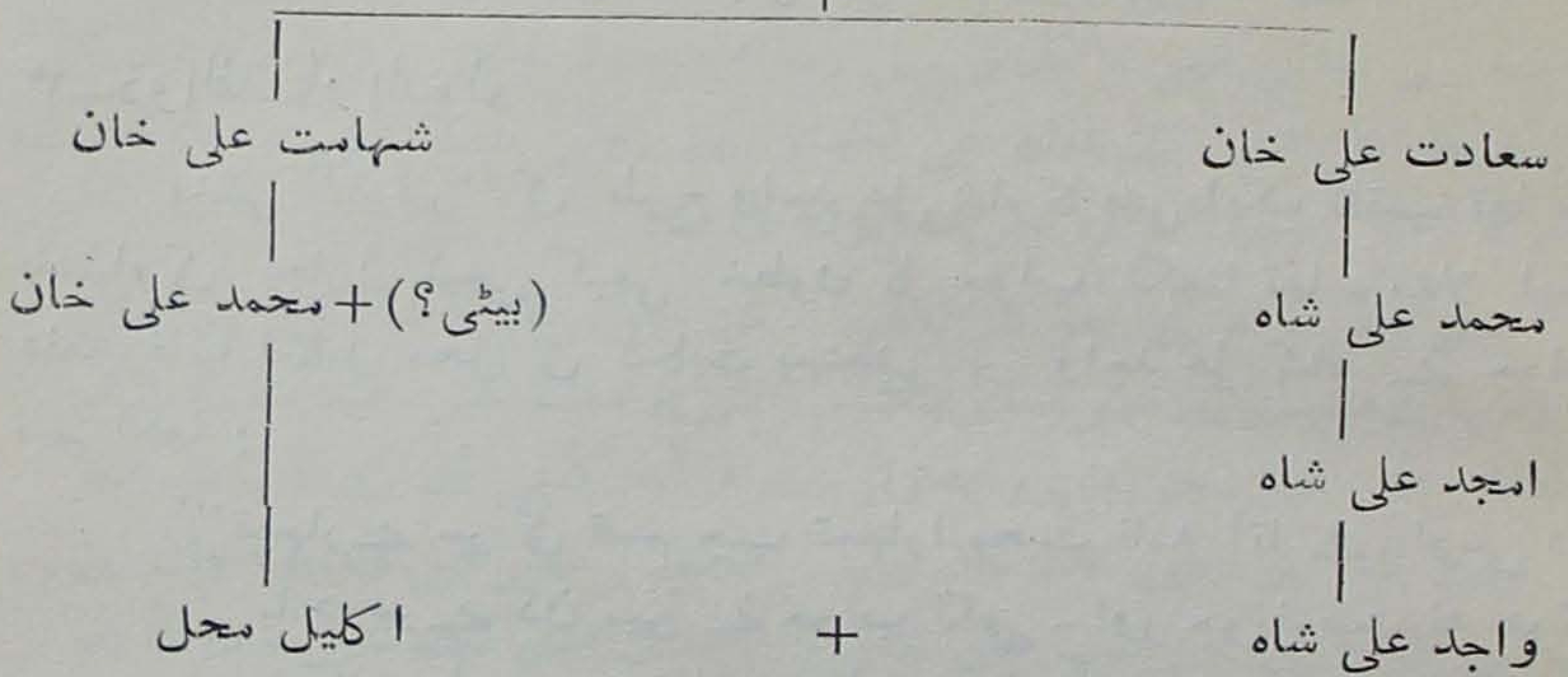
نواب اکلیل محل کے متعلق ان خطوط کو جمع کرنے والے یعنی منشی اکبر علی خاں ''توقیر'' نے مندرجہ ذیل تفصیل خود نوشتہ تمہید میں دی ھے :

> ''عفت مآب ، مریم قباب ، مخدرۂ زمان ، جناب ممتاز جہان ، نواب اکلیل محل صاحبہ دامت ظلہا بنت نواب محمد علی خان ولد نواب علی محمد خان ، نواسی نواب شہامت علی خان عرف مرزا جنگلی خلف نواب شجاع الدولہ بہادر''-[۱]

اس تفصیل سے پتہ چلتا ھے کہ اکلیل محل نواب شجاع الدولہ کے صاحبزادہ نواب شہامت علی خان کی نواسی تھیں - نواب شجاع الدولہ ۱۱۶۷[۲]ــــ۱۱۸۸ ھجری (مطابق ۱۷۵۳ــــ۱۷۷۴ عیسوی) تک فیض آباد پر حکمران رھے - یہ واجد علی شاہ کے باپ کے پردادا[۳] بھی تھے - اس لحاظ سے اکلیل محل اور واجد علی شاہ ایک ھی خاندان کے اخلاف میں سے تھے اور ان کا شجرۂ نسب اس طرح ترتیب پاتا ھے -

---

۱ - تاریخ ممتاز' ورق ۱۱ -
۲ - محمد حسن : ضیائے اختر' ص ۵ ' ۶ -
۳ - محمد حسن : ضیائے اختر' ص ۵-۱۴ -



اکلیل محل کے متعلق اور کوئی تفصیل کہیں سے دستیاب نہیں ہوئی - سوائے اس کے کہ ان کے ایک صاحبزادہ کا نام قرا حسین[1] مرزا محمد بابر بہادر تھا -

۲ـــمنشی اکبر علی خان ”توقیر“

منشی اکبر علی خان ”توقیر“ تاریخ ممتاز کے مرتب اور نواب اکلیل محل کے منشی تھے - تاریخ ممتاز کی تمہید میں ان کے کچھ شعر بھی درج ھیں - واجد علی شاہ کے خطوط سے یہ امر واضح ہوتا ھے کہ وہ بیگم کی طرف سے بادشاہ کو خطوط لکھا کرتے تھے - دوسرے حصہ کے اٹھارھویں خط محررہ ۵ ذوالحجہ سنہ ۱۲۷۵ ھجری (۷ جولائی سنہ ۱۸۵۹ء) میں لکھتے ھیں :

[2]”محبت نامہ تمہارا معہ غزل بعبارت منشی اکبر علی خان توقیر مرقومہ اُنیسویں ذیقعد سنہ ۱۲۷۵ ھجری کا ھمیں وصول ھوا - نہایت خوش دل ملول ھوا“-

اور غالباً ایک خط میں انہی منشی کا ذکر ھے جس میں یہ کہا گیا ھے

---

۱ - محمد نجم الغنی خان : تاریخ اودھ ، حصہ پنجم ، ص ۱۱۴ -
۲ - تاریخ ممتاز ، ورق ۷۵ ب -

کہ ''منشی ۱ علی اکبر چالیس روپے مہینے کے ملازم ہوچکے ہیں''۔
گو نام اس شکل میں نہیں ہے جس میں عام طور پر ملتا ہے ۔

۳۔ذوالفقار الدولہ

منشی ''توقیر'' کی طرح واجد علی شاہ کا بھی ایک کاتب تھا جو بادشاہ کی بجائے کبھی کبھی خطوں کا جواب لکھتا تھا ۔ مثلاً ایک دفعہ غالباً اکلیل محل کی شکایت پہنچنے پر واجد علی شاہ نے جواب میں لکھا :

''[۲] تمہارے سر کی قسم جب تمہارا محبت نامہ آتا ہے اوسی دن یا دوسرے دن میں نے جواب لکھے ۔ اور جو فرصت نہ ہوئی یا کچھ طبیعت بے لطف ہوئی تو ذوالفقار الدولہ سے لکھوا کے آپ سن کے روانہ کر دیتا ہوں .... بالفعل اپنے کلام کو جمع کر رہا ہوں ۔ اس وجہ سے مجھے فرصت نہیں ہے ۔ مگر جواب تمہارے محبت نامے کا ذوالفقار الدولہ سے لکھوا دیا ہے ، خود سن لیا ہے ۔ اگر تا جمع ہونے کلام میں اپنے ہاتھ سے نہ لکھوں تو اور کچھ خیال نہ کرنا ، کم محبتی تصور نہ کرنا ۔ انشاء اللہ جب اوس سے فراغت ہووے گی بدستور نظم و نثر لکھوں گا''۔

یہ خط ''از قلم[۳] و عبارت ذوالفقار الدولہ بموجب حکم'' لکھا گیا ہے اسی طرح اٹھارھواں خط ''از قلم[۴] ذوالفقار الدولہ بموجب حکم'' لکھا گیا ہے ۔

تاریخ اودھ کے مصنف محمد نجم الغنی خان نے ذوالفقار الدولہ[۵] کا نام ان تئیس افراد میں شمار کیا ہے ۔ جو بادشاہ کے ہمراہ کلکتہ

---

۱ ۔ تاریخ ممتاز، ورق ۷۴ الف ۔
۲ ۔ تاریخ ممتاز، ورق ۷۰۔۷۱ ۔
۳ ۔ تاریخ ممتاز، ورق ۷۲ ب ۔
۴ ۔ تاریخ ممتاز، ورق ۸۶ ب ۔
۵ ۔ محمد نجم الغنی خان : تاریخ اودھ حصہ پنجم، ص ۲۷۶ ۔

میں قید ہوئے تھے۔ ان کا پورا نام ذوالفقار الدولہ سید محمد سجاد علی خان تھا اور یہ واجد علی شاہ کی ملکہ مہر تن افسر النسا نواب نشاط محل صاحبہ کے بھائی تھے - لکھنو میں رسالہ میسرۂ شاہی کے رسالہ دار تھے اور واجد علی شاہ کے ساتھ ھی لکھنو سے چلے آئے تھے - بادشاہ نے "حزن اختر" میں ان کی تعریف یوں کی ھے :

[1] بہم لفظ دولہ سے ہو ذوالفقار — تو ہو نام اک اور کا آشکار
وہ سائے ھیں میرے نہیں اسمیں شک — مرے ساتھ ھیں قید خانے تلک
فدا رھتے ھیں مجھ پہ پروانہ وار — نہ آیا کبھی اُن کے دل پر غبار
مرے نام پر ھیں فدا جان سے — مجھے رکھتے ھیں وہ سوا جان سے
اسی طرح سے اور سب ھیں نثار — خدا کی قسم کچھ نہیں جھوٹ یار

۱۷ویں خط میں ذوالفقار الدولہ نے خود بھی اپنا نام لکھا ھے - اور اپنا سلام اکلیل محل کو یوں بھیجا ھے :

[2] "از طرف محمد سجاد بندگی"۔

۴۔طبیب الدولہ

مولانا عبدالحلیم شرر نے طبیب الدولہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ھے :

[3] "طبیب الدولہ نے قید کی مصیبت سے بہت آہ و واویلا کی - باوجود بادشاہ کے التجا کرنے کے ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور انگریزوں کی اجازت سے مٹیا برج میں مقیم ھوئے۔ مگر جب کبھی بادشاہ کی طبیعت کچھ ناساز ھوتی علاج کے لئے آتے - اور حق حذاقت ادا کرتے"۔

گویا طبیب الدولہ شاھی طبیب تھے جو بادشاہ کے ساتھ لکھنو سے گئے تھے اور ان کے بھائی بھی طبیب تھے - جو لکھنو میں رہ

---

۱ - واجد علی شاہ : حزن اختر' ص ۶۰-۶۱ -
۲ - تاریخ ممتاز' ورق ۷۴ ب -
۳ - حزن اختر کا دیباچہ ' ص ۲۰-

گئے تھے - اکلیل محل کی علالت کی خبر سن کر بادشاہ نے ایک مرتبہ بیگم کو لکھا :

''[1]چودھویں کو شوال کی دو محبت نامہ تمہارے ایک ننھا منا سا اور پچیسویں ماہ صیام کا دوسرا بڑا لنبا و چوڑا دوم شہر صدر میرے کا پاس پہنچا - سارا حال عشق کا اور نصیب دشمناں علالت مزاج کا اور علاج تجویز برادر طبیب الدولہ سے دریافت رائے ہمایوں ہوا - بڑی فکر اور تشویش ہوئی''-

بادشاہ نے خود بھی طبیب الدولہ کی بیوفائی کا ذکر حزن اختر میں کیا ہے -

[2]مقدم ہو دولہ پہ لفظ طبیب — تو ہو نام لکھنا قلم کو نصیب
مری نبض رکھتا تھا وہ ہاتھ میں — پھنسا وہ جواں بھی میرے ساتھ میں
عجب حال ہو ہو گیا اسکا ہائے — یہ اک دن میں بولا خدا اب چھڑائے
بہت میں نے منت بھی کی اور کہا — مرے ساتھ سے ہوگا راضی خدا
برس بیس سے تجھ کو پالا ہے یار — نہ چھوڑ اب مرا ساتھ تو زینہار
نہ مانا مرا کوئی اس نے کلام — روانہ ہوا گھر کو وہ نیکنام

۵- کرنل کونیا

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جب واجد علی شاہ فورٹ ولیم میں قید ہو کر آئے تو کرنیل کونیا اس علاقہ کے فوجی حکمران یعنی ٹاؤن میجر (Town Major) تھے - اور تاجدار اودھ غالباً انہی کی وساطت سے اپنے خطوط اور روپیہ بھجواتے تھے - کیونکہ ایک خط میں اپنی بیگم کو لکھتے ہیں :

''[3]بالفعل مبلغ پانصد روپیہ تمہارے پان خوری کے لئے کرنیل کونیا ٹون میجر صاحب بہادر دام اجلالہ' کی معرفت پہنچتے ہیں تمہیں لازم ہے کہ رسید ہمیں جلد بھجواؤ''

۱- تاریخ ممتاز' ورق ۶۱ -
۲- واجد علی شاہ : حزن اختر' ص ۴۸ -
۳- تاریخ ممتاز' ورق ۴۷ -

اپنی مثنوی حزن اختر میں بھی ان کرنیل صاحب کی مدح میں بادشاہ نے چند شعر لکھے ہیں :

[1]در صفت کرنیل کونیا صاحب بہادر

کونیا لقب جن کا ہے خوش کلاہ — مگر یمن الطاف صاحب سے واہ
کہ ہیں ٹون میجر وہ عالی گہر — وہ کرنیل صاحب سپہر ہنر
بڑھے عمرودولت بھی اس بدر کی — خدا رکھے ذات اس فلک قدر کی
خدا رکھے کرنیل کے نام کو — مہیا قلی رات دن کام کو

٦۔ھچنسن صاحب ۷۔میر واجد علی

اکلیل محلی کو جو روپیہ کرنیل کونیا کی وساطت سے بھجوایا گیا تھا۔ اس کے متعلق ہدایت یہ ہوتی کہ ھچنسن صاحب کی کچہری سے میر واجد علی کی معرفت وصول کیا جائے۔

[2]"باقی روپیہ ھچنسن صاحب کی کچہری سے جلد وصول کرو اور والد اور والدہ دونوں کا اسی جمع میں تنخواہ مقرر کرو"

اور پھر دوسرے خط میں لکھتے ہیں :

[3]"مبلغ ایک ہزار روپیہ عیدالفطر کے جوڑے کے واسطے اور بھیجتا ہوں ۔ صحت الدولہ بہادر اور میر واجد علی کی معرفت ھچنسن صاحب کی کچہری سے وصول کرو اور رسید بھیجو"

ھچنسن صاحب کے متعلق وثوق سے کچھ معلوم نہیں ہو سکا ۔ قیاس کہتا ہے کہ یہ لکھنو کے فرنگی حاکم ہونگے ۔ البتہ میر واجد علی کے متعلق یہ اطلاع ملتی ہے کہ "انگریزوں[4] نے لکھنو پر قبضہ کرنے اور بادشاہ کے چلے جانے کے بعد اس شخص کو لکھنو

۱۔ واجد علی شاہ : حزن اختر، ص ۳۱ ۔
۲۔ تاریخ ممتاز : ورق ۵۴ ب ۔
۳۔ ایضاً : ورق ٦۰ ب ۔
۴۔ عبدالحلیم شرر : حزن اختر کا دیباچہ، ص ۲۱ ۔

کے تمام محلات شاہی اور خاندان کے انتظام کا داروغہ مقرر کیا تھا۔ اس لئے کہ اس نے بعض انگریزوں کے بچوں کو باغیوں کے دست ستم سے بچایا تھا''۔ واجد علی شاہ نے خود بھی میر واجد علی کا ذکر ''حزن اختر'' میں کیا ھے:

[1] یہ اک دن کا ھے ذکر سن رکھ ذرا — کہ کرنیل صاحب نے اک خط دیا
وہ تھا لکھنو کا لکھا خوش نمط — ھوا اس کے دیکھے سے کچھ غم غلط
وہ تھا بند اس پر لفافہ تھا بند — نہ پہونچی تھی کھلنے سے اسپر گزند
مرا ایک ھمنام داروغہ تھا — وطن سے یہ خط اس نے مجھ کو لکھا
جو واجد علی کی پڑھی عرضداشت — وہ حاصل ھوئی تھی مجھے وقت چاشت

۸۔نواب دلدار محل صاحب

نواب دلدار محل صاحب ان چھ بیگمات میں سے تھیں جو سلطان کے ساتھ لکھنو سے آئی تھیں۔ ان کے ارتحال کی خبر اکلیل محل کو ۷ رجب ۱۲۷۵ ھجری کو بھیجتے ھوئے لکھتے ھیں:

[2]''اور بالفعل اندنوں ایک عجیب سانحہ گذر گیا کہ دل روتا ھے۔ نواب دلدار محل صاحبہ نے تیسری تاریخ اس مہینے کی دنیا سے رحلت کی۔ ھمیں چھوڑا، غلمان بہشتی سے الفت کی۔ انا للہ و انا علیہ راجعون''۔

۹۔مجاھد الدولہ

میر نواب مصاحب مجاھد الدولہ بہادر واجد علی شاہ کے پھوپھا کے مصاحب تھے اور لکھنو سے ان کے ساتھ چلے آئے تھے:

[3] بہ یمن عنایات رب قدیر — مقدم ھو نواب پر لفظ میر
تو اک نام خوش اور ھو آشکار — یہ سررشتہ اس کا بھی بتلاؤں یار
پھپا کا مصاحب تھا ھمرہ ھوا — یہاں آن کر ساتھ ان کا دیا

۱۔ واجد علی شاہ: حزن اختر، ص ۹۷۔
۲۔ تاریخ ممتاز، ورق ۵۰ ب۔
۳۔ واجد علی شاہ: حزن اختر، ص ۵۲

مجاهد الدولہ فوت ہوئے تو اس کی اطلاع بیگم کو اس طرح دیتے ہیں :

"اور ان دنوں مجاهد الدولہ پھوپھا صاحب نے بھی باوجود کلام اللہ اوٹھانے کے اور قسم کھانے کے همارا ساتھ چھوڑ دیا ۔ اور موچی کھوے میں آج راهی ہوگئے ۔ خسرہ الدنیا والاخرۃ"۔[1]

اسباب رسل و رسائل

واجد علی شاہ یہ خطوط کیسے بھیجتے رہے، اس کے متعلق کوئی تفصیل ان خطوط میں یا بیرونی شہادت سے دستیاب نہیں ہوتی۔ اسیری کے زمانے میں تو بہر حال ان کی ڈاک انگریزوں کی وسیلہ سے هی آتی جاتی تھی جس کا ذکر پہلے بھی کیا جا چکا ہے ۔ واجد علی شاہ کے اپنے بیان سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ خطوط بھیجنے میں کافی دقت تھی ۔ ایک خط میں لکھتے ہیں:۔

[2]"قاصد بہت کمیاب ہیں کہ جن کے هاتھوں درد دل لکھ کر بھیجا کروں ۔ اگر کوئی ڈاکیا نصیبوں سے هاتھ آ گیا تو هزار هزار منت اور سماجت سے هاتھ جوڑ جوڑ کر ایک آدھا خط روانہ کیا"۔

خطابات

واجد علی شاہ نے ہر خط میں اکلیل محل کے لئے نئے نئے خطابات تجویز کئے ہیں ۔ یوں تو ایک چاہنے والے خاوند کی طرف سے ایک محبوب بیوی کو لکھے ہوئے خطوط میں یہ بات کچھ عجیب نہیں معلوم ہوتی ۔ لیکن لسانی لحاظ سے یہ امر کچھ کم تعجب خیز بھی نہیں کہ تاجدار اودھ کو زبان پر کس قدر قدرت حاصل تھی کہ ہر بار اور ہر موقعہ پر ایک نیا خطاب تجویز کیا ہے ۔ اور جو خطاب ایک دفعہ تجویز

۱- تاریخ ممتاز، ورق ۶۹ ۔

۲- تاریخ ممتاز، ورق ۲۴الف ۔

کیا ہے اُس کو پھر ان خطوط میں دوسری جگہ دھرایا نہیں - مثال کے طور پر چند خطابات یہاں درج کئے جاتے ہیں -

افسر فرق جلیل - ممتاز جہان - تاج فرق محبوبان - ماہ شب چہاردہ (ورق ۲۲ الف) نواختۂ رب جلیل (ورق ۲۶ الف) مایۂ نشاط - باعث انبساط - حظ زندگانی - میوۂ باغ جوانی - مہر سپہر خوبی - ماہ برج محبوبی (ورق ۴۰ الف) گل گلزار خوبی - ثمر باغ محبوبی (ورق ۴۳ الف) سرو قد - مہروش - لالہ رخا - سمن برا (ورق ۵۱ الف) زلیخا مثال - پری خصال (ورق ۶۰ ب) سرو چمنستان یکجہتی - طوطی شکرستان خوش خلقی (۶۲ ب) ستارۂ افشان مہ جبینان (ورق ۶۵ الف)

غزلیں

اکلیل محل کے خطابات جس طرح جذبات خلوص و محبت کے اشاروں کے حامل ہیں اُسی طرح وہ چار غزلیں ان جذبات سے پر ہیں جو ان خطوط میں واجد علی شاہ نے اکلیل محل کی تعریف میں لکھی ہیں - ان غزلوں میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ دو غزلوں میں ''اکلیل محل'' اور ''ممتاز جہاں'' ردیف رکھی گئی ہے اور دو غزلوں میں ''زینب بیگم'' کی ردیف استعمال کی گئی ہے - آخری دو غزلوں میں زبان کے چند اچھے شعر نکلے ہیں - نمونہ ملاحظہ ہو:—

[1] زلف خمدار تری جب سے نظر سے ہے نہاں
میرا مجموعہ پریشان ہے زینب بیگم
کس سے پونچھیگا بھلا دیدۂ تر فرقت میں
آسمان تو مرا دامان ہے زینب بیگم

———

[2] شجر وادیٔ ایمن ہے جھلک عارض کی
رشک لالہ قد شمشاد ہے زینب بیگم

۱- تاریخ ممتاز، ورق ۳۵ الف -
۲- ایضاً : ورق ۲۷ الف -

وفور شوق و محبت

ان خطوط میں یوں تو ہر طرح کے جذبات کا نشان ملتا ہے - یہاں تک کہ واجد علی شاہ ایک دفعہ اکلیل محل کو جھوٹا ثابت کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں - اور اسراف کے خلاف تہدید آمیز الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں - لیکن ان سب جذبات کے اظہار میں نمایاں ترین مقام وفور شوق و محبت کے اظہار کا ہے - آج کل کے زمانے میں جب کہ بیشتر مرد صرف ایک بیوی کے ساتھ ہی نباہ کرنا ایک بہت بڑی کامیابی سمجھتے ہیں - یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ واجد علی شاہ ساٹھ ستر بیویوں میں سے ہر ایک بیوی کے ساتھ اس قدر اظہار محبت کیسے فرماتے تھے- ان خطوط میں محبت آمیز الفاظ کو جس کثرت سے استعمال کیا گیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے - اگر اس تمام سلسلے کو تصنع سمجھا جائے تو اس سے واجد علی شاہ کے جذبات محبت کے خلاف ایک نفرت انگیز تاثر پیدا ہوتا ہے - لیکن اگر اسے جذبات صداقت پر مبنی سمجھا جائے تو یہ لاینحل نفسیاتی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ ممکن کیسے ہے؟ اور پھر ایک اور امر بھی تعجب انگیز ہے کہ ان خطوط میں سے کچھ خط ذوالفقارالدولہ نے لکھے ہیں - جو واجد علی شاہ کی ایک اور بیگم نواب نشاط محل کا سگا بھائی ہے - یعنی یہ بھائی اپنی بہن کی سوت کو اس قدر تلطف آمیز اور پرخلوص خط لکھتا ہے کہ ان کو پڑھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے جذبات کو کسی ذہنی پردے سے ڈھانک دیا ہے - میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان سوالات کا صرف ایک ہی جواب ہے کہ اس زمانے کی معاشرت میں اور بالخصوص شاہی محل کی معاشرت میں غالباً یہ سب کچھ ممکن تھا - ملاحظہ ہو واجد علی شاہ ایک خط کی رسید کس طرح لکھتے ہیں:—

"تمہارے خط کو تو سینے پر رکھا - چھاتی سے لگایا آنکھوں پر رکھا - بہت چوما چاٹا - یہاں تک کہ اوس کے حروف بھی مٹ گئے- اس پر بھی بے جواب لکھے تسکین نہ ہوئی"-[١]

١- تاریخ ممتاز، ورق ٢٥ الف -

اسی طرح ماضی کی خوشگوار یاد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:—

[۱] ''افسوس جان من وہ کیا دن تھے کہ تم شمع تھیں ہم تم پر پروانہ تھے''۔

لکھنو سے تقریباً ایک ہزار میل دور بیٹھ کر ایک محبوب بیگم سے ''معانقۂ جسمانی'' اور ''تمنائے مواصلت'' کی خیال انگیز آرزو کا اظہار کرنا تلذذ کی نادر مثال ہے۔ فرماتے ہیں:

[۲] ''بیگم صاحبہ کو بعد اشتیاق معانقۂ جسمانی اور مصافحۂ روحانی روشن ہو''

اور پھر کہتے ہیں:

[۳] ''بعد گلدستہ بندی تمنائے مواصلت و چمن چمن ہوائے موالفت..''

تلذذ کا جذبہ ان غزلوں میں بھی کارفرما ہے جو واجد علی شاہ نے اکلیل محل کی تعریف میں لکھی ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

[۴] روئے خورشید ہے پنڈلی تری اے مایۂ ناز
رشک مہتاب تری ران ہے زینب بیگم

یہ تو واجد علی شاہ کا اپنا اظہار تعشق تھا لیکن اس کے ساتھ ہی یہ جذبہ کارفرما ہے کہ بیوی کی طرف سے اس کا جواب بھی ملے۔ یہ خود شاعر تھے۔ بیوی شاعر نہ تھی لیکن اس کے باوجود اس سے تقاضا کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی داستان عشق کسی شاعر معجز بیان سے کہے اور پھر اس سے ایک مثنوی لکھوا کر بھیجے:

''اے مری جان! اے زوجۂ سلطان! اسی کاتب و شاعر خوش نویس و خوش فکر و خوش تقریر کے واسطے آگے بھی تحریر کر چکا ہوں۔ ان کی ملازمی اور تنخواہ کی

۱۔ تاریخ ممتاز، ورق ۲۷ الف۔
۲۔ ایضاً ورق ۳۶ ب۔
۳۔ ایضاً ورق ۲۶ الف۔
۴۔ ایضاً ورق ۳۶ الف۔

تدبیر کر چکا ہوں - رویاے صادقہ بھی تم نے انھی سے لکھوایا تھا - ایک ایک آنسرؤں سے اوسے پڑھواکر رولایا تھا - مگر آج تک ہماری اوس تحریر کا جواب نہیں آیا - ایک لفظ بھی اوس تقریر کا جواب نہیں آیا - اب پھر بار دگر لکھتا ہوں - مکرر لکھتا ہوں - کہ اوس کاتب خوش تقریر کا نام لکھوا بھیجو - اور بحر متقارب مثمن مقصور الاخر میں بھی کچھ کلام لکھوا بھیجو - تو ہم اوس کے نام کو اپنے دفتر میں لکھ لیں - اور خطاب اوس کا راقم عشق اختر لکھ لیں - ہمیں منظور ہے کہ جب سے تم نے ماشاالله ہوش سنبھالا ہے اور الی الآن جو جو سوانحات اور تعشق اور فرط تعشق تم سے ہمارے واسطے صادر ہوا ہو - آن سب واردات کو یہ شخص پانچ چھ ہزار شعرمیں اور بحر متقارب مثمن مقصور میں بقید تسطیر لائے - اور لطف تحریر راست راست سوائے مبالغہ شاعری دکھلائے - اور ایک ایک دو دو جز بتدریج تمہارے محبت نامے کے ساتھ بھیجتا چلا جائے - تو اے روان من یہ فرمایش ہماری اور اس کا انصرام دور از محبت نہ ہوگا - اور بعید از خلت نہ ہوگا - جی تو یہ چاہتا ہے کہ کتاب مثنوی ممتاز کہ یہ نام بھی اوس مثنوی کے واسطے زیبا اور لایق ہے - مجلد اور محشی اور مطلا اور مذھب اور منقر کرواکے ہمارے پاس بھجواؤ - جو صرف اس کا ہوگا وہ متعلق ہم سے ہے - اور جو یوں نہ ہو سکے تو ایک ایک دو دو جز میرے پاس روانہ کرتے جانا - میں یہاں حسب مرضی خود اوس کی طیاری کروالونگا - اور چھپنے کی بھی تدبیر کرونگا - دیکھو تمہیں خدا کی قسم میری اس فرمائش کو بھول نہ جانا - حسب الایماء میرے عمل میں لانا - کس واسطے کہ یہ شاعر نایاب ہے در خوش آب ہے - میرا جی چاہتا ہے کہ تمہارے عشق کا مزا اس کی

زبانی سنوں - وجد میں آ کر مزا اوٹھاؤں - سر دھنوں - کچھ بات نہیں - کچھ ایسی بڑی کرامات نہیں - ہماری خوشی اوس کا کام ہوگا - تمہارے عشق اور ہمارے حسن کا تا قیامت نام ہوگا''[1]۔

لسانی خصوصیات

خطوط کے اس مجموعہ میں کوئی انوکھی لسانی خصوصیات نہیں جن کا ذکر کرنا ضروری ہو - اس دور کی لکھنوی نثر کے مطابق بات بات میں محاورات کا استعمال روا رکھا گیا ہے - چند نمونے ملاحظہ ہوں :

(ورق ۲۳ ب) خدا خدا کر کے کلکتے میں پہنچے - مدعی سایۂ دیوارساں ساتھ ہیں -

(ورق ۲۳ ب) کاٹ پھانس سے ایک لمحہ نہیں چوکتے -

(ورق ۲۵ ب) غضب پیٹ سے پاؤں نکالے ہیں -

اسی طرح ہم قافیہ و ہم ردیف فقرات کثرت سے معرض تحریر میں آئے ہیں - کچھ نمونے درج ذیل ہیں :

(ورق ۲۲ ب) گھنے گھنے جنگل، کالے کالے پہاڑ، نہ کہیں سایہ نہ کہیں آڑ -

(ورق ۲۵ الف) ہمیں تمہیں پھر جلد باہم کرے، اور یہ مصیبتیں رات دن کی کم کرے -

(ورق ۲۵ الف) شام غم کب تک گھیرے رہیگی، دنیا کب تک منہہ پھیرے رہیگی -

(ورق ۲۵ الف) کیا صبح امید نہ ہوگی، شعاع عدل خورشید نہ ہوگی -

(ورق ۲٦ ب) کیا فلک کی یہی چال ڈھال ہوتی ہے، کہ بن مارے زندگی وبال ہوتی ہے -

(ورق ۳۰ ب) چہرۂ ارغوانی زعفرانی ہے، فراموش ساری لن ترانی ہے -

---

۱- تاریخ ممتاز، ورق ٦۲—٦۸ -

شبیہ

توقیر نے خطوط کا جو دیباچہ لکھا ہے ۔ اُس میں واجد علی شاہ کی ایک شبیہ بھی شامل کی ہے ۔ یہ شبیہ ورق ۱۳ ب پر دو اشعار کے درمیان بنائی گئی ہے اور سارے ورق پر پھیلی ہوئی ہے ۔ اس شبیہ میں واجد علی شاہ کو تاج پہنے ہوئے ایک بلند مسند پر بیٹھے ہوئے دکھایا گیا ہے ۔ اور اردگرد چار خوش رو مغلئی خط و خال کی لڑکیاں کھڑی ہیں ۔ واجد علی شاہ کی شبیہ جوانی کے ایام کی ہے ۔

شکریہ

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ زیر نظر مخطوطہ کی تحصیل کا ذکر بھی کیا جائے ۔ یہ مخطوطہ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی پروفیسر یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور ، نے برٹش میوزیم میں قیام لندن کے دوران میں دیکھا تھا ۔ ڈاکٹر محمد دین تاثیر مرحوم جب ۱۹۵۰ء کے گرما میں انگلستان تشریف لے گئے تو ڈاکٹر صدیقی صاحب کی تحریک پر اس مخطوطہ کی مائیکرو فلم بنوا کر لائے آج سے چند سال پہلے برطانوی عجائب خانہ کی جو قلمی کتاب ہمیں درکار ہوتی تھی ہم اُس کے روٹوگراف یعنی تصاویر حاصل کیا کرتے تھے ۔ اس جنگ کے دوران میں مائیکروفلم کا وسیع پیمانے پر استعمال ہوا ۔ اور یہ فن بہت ترقی کر گیا ۔ اب برطانوی عجائب خانہ ہر مخطوطہ کی ایک چھوٹی سی فلم بنا دیتا ہے ۔ جسے مائیکرو فلم کہتے ہیں ۔ اس مائیکرو فلم کے تقریباً پون انچ مربع پر بڑی سے بڑی تقطیع کے ایک صفحہ کا عکس آ جاتا ہے ۔ اور کئی سو صفحات کی کتاب چند انچ فلم میں سما جاتی ہے ۔ اس فلم کو مشین کی مدد سے پڑھا بھی جا سکتا ہے اور اس سے ہر تقطیع کی تصاویر بھی بنائی جا سکتی ہیں ۔ ڈاکٹر تاثیر مرحوم تاریخ ممتاز کی فلم اس خیال سے بنوا کر لائے تھے کہ فرصت میں بیٹھ کر اس پر کچھ کام کرینگے ۔ لیکن افسوس کہ موت نے اُنہیں فرصت نہ دی ۔ اور اُن کی وفات کے بعد اُن کی بیگم کرسٹابل تاثیر نے یہ فلم از راہ کرم مجھے دی ۔ میں اس

عنایت اور کرم فرمائی کے لئے بیگم صاحبہ کا از حد ممنون ہوں -

اس مضمون کی تدوین میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے :

۱- واجد علی شاہ : تاریخ ممتاز - برٹش میوزیم کا مخطوطہ شمار OR 5288

۲- واجد علی شاہ : حزن اختر - مطبوعہ لکھنو ۱۹۲۲ء -

۳- گرجا پرشاد ماتھر : سلطان عالم نواب واجد علی شاہ - مطبوعہ جریدہ ''آج کل'' دھلی، جنوری ۱۹۵۱ء -

۴- محمد حسن : ضیاے اختر - مطبوعہ لکھنو ۱۸۷۸ء -

۵- محمد نجم الغنی خان : تاریخ اودھ - مطبوعہ لکھنو ۱۹۱۹ء -

۶- محمد تقی احمد : واجد علی شاہ - مطبوعہ لکھنو ۱۹۴۵ء -

7. Langer, W. L., : *An Encyclopaedia of World History* *Toronto*, 1945.

محمد باقر


بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنام خالق آن سلطان عالم | کہ در لمحہ بہ بخشد جان عالم

علی و واجد و خلاق و داور | خدائی چرخ و ماہ و مہر و اختر

عالم عالم ستایش اوس جہاندار کو لایق ہی کہ

جسنی رایات جہانگیری فرمانروایان الاشکوہ کو

تاریخ ممتاز کے پہلے ورق کا عکس

تاریخ ممتاز

(ورق ۲ ب) بسم اللہ الرحمن الرحیم

به نام خاص آن سلطان عالم که در لمحه به بخشد جان عالم
علی و واجد و خلاق و داور خدای چرخ و ماه و مهر و اختر

عالم عالم ستائش اوس جہاندار کو لائق ھے کہ جس نے رایات جہانگیری فرمانروایان والا شکوہ کو (ورق ۳ الف) مثل اوج کہکشان فلک کے بلندی بخشی اور عرصۂ دنیا کو نور معدلت و انصاف کشور کشایان عالی نژاد سے تجلی عطا کی اور دفتر دفتر حمد و سپاس اوس طغرا نویس دفتر نخست کو سزاوار ھے کہ جس نے ایک لفظ کُن سے دفاتر کون و مکاں پیدا کیا اور کلیات امکان کو مطلع ازل سے ابتدا کرکے مقطع ابد تک کس حسن ترکیب سے نظم و نسق کا شہرا دیا۔

(ورق ۳ب) حمد اس کی ھے لاتعد بےحد ما عرفناک کہتے تھے احمد

نعت جناب سید المرسلین محمّد نبی اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم۔

ھدیۂ درود نامعدود اوس شمع دودمان ھاشمی کو زیبا ھے جس نے نور ایمان سے شبستان ظلمتکدۂ انسان خاکی نہاد کو روشن کیا۔ اور تحفۂ صلواۃ و تحیات اوس ناظم دیوان محشر کو پہنچتا ھے جس نے شان پشت پناھی سے اسناد شفاعت امم کو مہر نبوت سے مزین کیا شعر :—

(ورق ۴الف) کلک دو زبان چه زهره دارد کاوصاف محمدی نگارد
جزحق نه سزد که وصف احمد چیند حسن لیلی بچشم مجنون بیند

منقبت حضرت امیرالمومنین علی ولی اللہ علیہ الصلوٰۃ و السلام -

اور قبائے مناقب بے انتہا اوس رونق عنوان امامت کے قامت پرنور پر زیبندہ ہے جس کا ناخن ذوالفقار گرہ خمسۂ حواس کفار سے کھولا کیا - اور جس کے جوہر رجعت نے مسدس عالم کو ترجیع بند کا رتبہ دیا - (ورق ۴ ب)

کیا لکھوں وصف و ثنائے مرتضیٰ خود معرف ہے خدائے مرتضیٰ
اشارا یہ ہے رجعت مہر کا
که دن پھیر دیتے ھیں مشکلکشا

توصیف سخن

ضمائیر سخنوران دقیقه بین و خواطر خرد پروران نکته آفرین پر مخفی و محتجب نه رہے شعر سخن معشوقهٔ عاشق مزاج است :-
سخن ما دردمندان را علاج است

عجب برید ہے عیار صورت (ورق ۵ الف) طرفه سفیر ہے طرار صفت جو یه لطیفه غیبی کتم عدم سے نه ظاهر هوتا تو کار و بار ناطقهٔ عالم درهم و برهم کن خواطر هوتا - یه وه عنقائے قدرتی ہے که هر شاخ نہال قدس جس کی نشیمن کی خاطر ہے اور یه وه آهوئے صنعتی ہے که صحرائے معرفت میں جس کی چراگاه ظاهر ہے - کبھی وه نسیم ہے که غنچهٔ دل کو گل سے شگفته تر کرتی ہے - کبھی وه سموم ہے که جگر کو جلا کر خاکستر کرتی ہے (ورق ۵ ب) یہی دولت ہے بےزوال - یہی خزانه ہے مالا مال - هر خراج و صراف اس میں قائل ہے که مخارج اس کا عین مداخل ہے - یه وه شربت ہے اگر جام مدح میں موجزن هو حلاوت شیرهٔ جان دکھاتا ہے - اگر قدح قدح میں لبریز هو زهر قاتل کا مزا لاتا ہے - اس کو گوهر آبدار سے تشبیه دیتے هیں - اسی کی شکر خوشگوار سے مثل لیتے هیں - لیکن مروارید کو اس کے روبرو کیا لطافت اور شکر کو اس کے سامنے کیا حلاوت - (ورق ۶ الف) صدف درر ایک قطره ہے ، اور تنگ شکر ادنا ذره ہے -

اوصاف سخن میں کسی کو کیا جائے سخن ، زبان فصحا اس کی مدحت میں الکن ۔ گویا و غیر گویا سے اس قدر فرق ہے کہ از لعل تا سفال ۔ و مقال علماء و جہال سے وہ تفاوت ہے کہ از تاریکی تا سرچشمۂ زلال ۔ و از بحر تا بحور ۔ و از ظلمت تا نور ۔ و از بیہوشی تا شعور ۔ اگر حکیم سخن آفرین ابواب سخن اوپر آدم کے نہ کھولتا ۔ کلمۂ اشرف المخلوقات فخر سے کون بولتا ۔ (ورق ٦ ب) ناچار چارپایوں سے ہم طویلہ و ہم نوالہ ہوتے ۔ اور ناطقان میخانۂ معانی بدمستان مطلق سے ہم پیالہ ہوتے ۔ اور درگاہ حی لایزال سے جبرئیل آمین وحی اوپر انبیا و رسل کے کیونکر نازل فرماتے ۔ اور متکیان اریکہ نبوت و مسند نشینان اورنگ رسالت سے گمرہان بادیۂ ضلالت و جہالت کس طریق سے فرمان راہ نجات و ہدایت پاتے ۔ بموجب شعر :-

سخن گر یک قدم ماندی ز خود پس　　خدا و مصطفیٰ نشناختی کس

یہی وہ جوہر گراں بہا ہے جس سے (ورق ۷ الف) یک بلبل مشت پر بیچ قفس مینا کار کے شبستان تاجداران میں آویزان رہتی ہیں ۔ اور مثل قنادیل منور شعلۂ آواز سے طوطی پنجرہائے مرصع نگار ایوان پادشاہان میں نور افشاں رہتی ہیں ۔ اسی سے ہر نام الہی جلوہ گر ہوا ہے ۔ اسی سے کلام نامتناہی ازبر ہوا ہے اسی کے باعث شاہان عرش وقار اور شعرائے خوش افکار کا نام زندہ ہے ۔ یہی وہ ماہ کامل ہے کہ بے کم و کاست صبح ازل سے (ورق ۷ ب) شام ابد تک روز و شب یکساں تابندہ ہے ۔ اور نزد ارباب دانش و بینش معین بلکہ مقرر ہے کہ ایک علم علوم سے بے تعلم و تلمذ اوستاد کامل غیر میسر و لاحاصل ۔ الا بجز شعر کہ در ہر بحر تائیدات ربانی اور فیوضات سبحانی سے طبائع شاعر پر وا ہوتا ہے کہ اوس راہ سے بنگہ و گاہ مضامین رنگین و خیالات نازک اوپر صفحۂ دل کے الہام ہوا ہوتا ہے ۔ بغیر استمداد و استفادہ (ورق ۸ الف) اس راہ سے اوپر محرمان اسرار تقدس کے ۔ سوا اس کے اس طائفہ کو کیا لکھیئے ۔ اور مصداق اس قول کا سوا اس شعر کے کہا کہیئے :-

از حرم بارگه کبریا پیش شعر آمد و اسمش انبیا
سخن بس شاخ طوبیٰ وار دارد که هر شاخش هزاران بار دارد
سخن شد چون معانی ختم بر هند که طوطی و شکر خیزند در هند
مرا هم چون سخن هنداست و ماوا که هم درهم صدف خیزد ز دریا
دلم را با خرد شد تا سروکار زبانم را سخن باشد پرستار

(ورق ۸ ب)

تعریف اقلیم هند و تخصیص بیت السلطنت لکھنو۔

مرا باید ز هندوستان سخن گفت که باعشق است خاک این زمین جفت

عجب عشق خیز زمین هندوستان ہے۔ کہ عشق ہی مذہب ہر گبرو مسلمان ہے۔ جو خار ہے رشک گل چمن جاوید ہے جو ذرہ ہے منظور نظر خورشید ہے۔ یہ خطہ دلپذیر جنت نظیر ہے جس کی ہر روش باغ ارم شداد بے پیر ہے۔ شعر ؎

نروید زین زمین برگ گیاهی که نبود میل او با کهربای

(ورق ۹ الف) خس و خاشاک عشق سے مست۔ در و دیوار محبت پرست۔ ہر سخت و نرم عشق کا مبتلا ہے۔ شاہد کلام مقناطیس و کہربا ہے۔ سارے عرب میں ایک قیس کی صحرا نوردی اور جانبازی کا تذکرہ ہے۔ تمام عجم میں ایک فرہاد کی کوہکنی اور سرفروشی کا شہرہ ہے۔ یہاں اکثر عروسہائے نا رسیدہ شوہران نادیدہ کے آتش عشق میں ستی بنا کرتی ہیں۔ آخر جسم خاکی کو خوفِ آبروئے عشق سے ترک ہوا و ہوس کر کے جلا کر راکھ (ورق ۹ ب) کیا کرتی ہیں۔ عورتوں سے وہ گرمیٔ کار مردانہ ہے جس کے روبرو سرد ہنگامۂ شمع و پروانہ ہے۔ کار پردازان قضا و قدر نے آب عشق سے خاک ہند کو تر کیا ہے انسان سے حیوان تک میں محبت کا اثر بھر دیا ہے۔ پروانہ و بلبل کی گو قدیم داستان ہے۔ لاکن یہاں کے پپیہے اور کویل کی پی‌پی اور کوک کا ہزار رنگ سے بیان ہے۔ الغرض جہاں کے انسان اور حیوان کا یہ احوال اور رعیت کی یہ چال ہو۔ اوس سر زمین خجستہ آئین کے (ورق ۱۰ الف) شہنشاہ ظل اللہ کے اوصاف میں گنگ زبان۔ اور یہ ماجرا اظہر من الشمس

ہے - بقول عیان را چہ بیان - تقدیر سے ایسا شہریار ، قسمت سے ایسا تاجدار ملتا ہے - شمشاد گلزار جوانی - مسیحا خصال یوسف ثانی - مالک اقلیم حسن خدا داد - نتیجۂ بہار گلشن ایجاد - وضیع و شریف ، سیرت کے فریفتہ - زن و مرد صورت کے شیفتہ - صاحب تخت و تاج (ورق ۱۰ ب) معشوق خصلت - عاشق مزاج - ہزاروں کشتۂ شمشیر ابرو - لاکھوں بستۂ زنجیر گیسو - کروڑوں دھن شیریں کی الفت میں باھم - پدموں لب جاں بخش پر بیدم - خدنگ غمزہ قاتل جہاں - ناوک نگاہ دشمن جاں - ہر شریں ادا رشک فرہاد ہے - مجنونہ ہر لیلی نزاد ہے - جس نے وصف اس بادشاہ حسن کا سنا ہے - برسوں کیا عمر بھر تمنائے وصل میں سر دھنا ہے - اکثر پردہ نشینان عصمت (ورق ۱۱ الف) شرف نکاح سے سر فراز ہوئیں - سینکڑوں حور صورت عز متعہ سے ممتاز ہوئیں - خصوصاً سرتاج عاشقاں یعنی حجلہ نشین شرم و حیا - عزلت گزین گوشۂ انزوا - عفت مآب - مریم قباب - مخدرۂ زمان جناب ممتاز جہاں نواب اکلیل محل صاحبہ دامت ظلہا بنت نواب محمد علی خان ولد نواب علی محمد خان نواسی نواب شہامت علی خان عرف مرزا جنگلی (ورق ۱۱ ب) خلف نواب شجاع الدولہ بہادر - زوجۂ و عاشقۂ صادقۂ قدیمہ حضرت خلافت پناہی ظل اللہی - مالک الرکاب سلاطین عالم - مرجع خواقین اعظم - مرشد انام - مروج اسلام - فرہنگ آرائے - عدو بند - قلعہ کشائے - جلا بخش دیدۂ دولت و اقبال - مسند افروز بارگاہ جاہ و جلال - نو باوۂ گلشن کرم و سخاوت (ورق ۱۲ الف) جوہر شمشیر تہور و شجاعت ، نص خاتم دلربائی و ہوشیاری - مرکز دائرۂ بختمندی و کامگاری - زنگ زدائے مرأت حق پسندی - ناصیہ افروز خرد پروری و ہنرمندی - والا فطرت - روشن قیاس - حقیقت پژوہ ، ایزد شناس - خاقان ابن خاقان - سلطان ابن سلطان - ابوالمنصور ناصر الدین سکندر جاہ محمد واجد علی شاہ بادشاہ غازی (ورق ۱۲ ب) الملقب بسلطان عالم و المخاطب بجان عالم - اعاد اللہ ملکہ وسلطنتہ ، نظم

چہ شاہی کہ شاہان والا شکوہ دوان در رکابش گروہا گروہ

همه سر فرازان و گردن کشان بمژگان بروبند آن آستان
دراندم که جلوه دهد بر سریر نماید چو بر چرخ بدر منیر
زخشم آورد چون گره بر جبین زبیمش خزد آسمان و زمین
زعدلش که باشد بقارا دلیل بخرطوم روبد ره پشه پیل
کفش ابر نیسان بگاه کرم (ورق ۱۳ الف) فشانده بر آفاق گنج و درم
کلید ظفر تیغ تیزش نبشت شه وابن شاه تابه هفتاد پشت

اور اگر کوئی اس توصیف بندگان دارا دربان سلطان جم جاه کو کہ جو راست راست بے کم و کاست اس خانہ زاد نے بیان کیا ہے مبالغۂ شاعری ذہن ناقص میں لائے چشم بد دور اپنی آنکھوں سے دیکھے سر بکف سامنے آئے۔ شعر

این است که دل برده وخون کرده بسی را بسم‌الله اگر تاب نظرهست کسی را
شبیہ[1] حضرت سلطان عالم کہ ہے تصویر گویا جان عالم
الہی[2] تو این شاه عالی نژاد که شاه چنین کس ندارد بیاد
[3]به تخت شهی تا قیامت بدار ز آفات گیتی سلامت بدار

تب دوری و مرض مہجوری اس عاشق صداقت کیش۔ معشوق مروت اندیش۔ فرہاد منش شریں مقال مجنوں روش لیلی خصال۔ نازک طبع و نازک خیال۔ بزم آرائے حسن و جمال۔ یعنی سلطان عالم اعاد اللہ ملکہ و سلطنتہ میں اوس ہنگام سے کہ ملازمان دارا دربان حضرت قدر قدرت نے بسبب گردش چرخ دوار و نیرنگیٔ (ورق ۱۴ ب) فلک جفا کار۔ اپنے بیت السلطنت لکھنو صوبہ اختر نگر سے نہضت فرما کے دارالامارۂ کلکتہ کو خیام فلک احتشام سے شرف و امتیاز بخشا تھا گرفتار و مبتلا تھیں اور سوز و گداز میں شمع آسا تھیں۔ مثل بدر کی کاہیدہ اور خواب و خور سے کنارا کشیدہ۔ اپنی جوانی کو مبدل بہ ناتوانی کرکے مثل برگ خزانی برنگ زعفرانی بستر مہاجرت پر بصد پریشانی و حیرانی بسر اوقات شبانہ روز (ورق ۱۵ الف) فرماتی

۱۔ ورق ۱۳ ب۔ ۲۔ ان دونوں اشعار کے درمیان پورے صفحے پر واجد علی شاہ کی شبیہ بنی ہوئی ہے۔ ۳۔ ورق ۱۴ الف۔

تھیں۔ لاکن واسطے تشفی دل حزیں و تسکین خاطر غمگین بخیال المکتوب نصف الملاقات ۔ سلسلہ رسل رسائل محبت نامجات جاری فرمایا اس رنگ سے دل کو بہلایا اور اکثر حضرت قدر قدرت نے جو نامجات اشتیاق آگیں اور مکتوبات شوق آئیں کمال اُلفت اور افراط محبت سے تحریر فرما کے ارسال کئے تھے وہ رات دن مانند سفینہ بالائے سینۂ بی کینہ رھتے تھے ۔ (ورق ۱۵ ب) ایک شب کواکب انور اوپر فلک اخضر کے مانند نور دولت و اقبال کے ناصیۂ بختمندان سے شعشہ انداز ۔ و دیدۂ ستارگان مثل فراق دیدگان سوختہ دل کے بسوز و گداز و فلک مانند صوفیان ارزق پوش کے رقصاں ۔ و چراغ ماہ نورانی اوپر رواق دخانی کے مثل تجلیات ربانی اوپر کوہ طور کے پرتو فشاں تھا۔ یکایک اوپر ضمیر فیض منیر جناب (ورق ۱۶ الف) عفت مآب کے آیا کہ آیا محبت نامجات کہ جو ھمارے سلطان عالم و پیارے جان عالم زید اللہ حسنہ' و جمالہ' و اعاداللہ ملکہ' و سلطنتہ' نے بوفور عنایت بے غایت ھم کو بھجوائے ھیں اور عبارت رنگین و لطیف سے زیب قلم فرمائے ھیں اگر وہ درر معانی و گوھر سخندانی سلسلۂ تحریر میں مثل انشاء کے مسلسل ھوں پس وقت تنہائی و جدائی میں تشفی بخش عاشقۂ اکمل ھوں ۔ (ورق ۱۶ ب) اور تا قیامت حسن دل افروز جان عالم ادام اللہ مجتہ' کا شہرہ اور ھمارے عشق صادق کا مثل شیریں و زلیخا کے چرچا تا قیام روز قیام قائم رھے ۔ اور یہ انشاء مثل عروسان نوخاستہ مشاطگیٔ خوشنویسان و نقاشان سے پر نور نقش و نگار مطلا و مذھب و منقرو محلی ھوکر زینت بخش بزم معانی و حجلہ آرائے طبع سخندانی دائم رھے ۔ اور طبع (ورق ۱۷ الف) مبارک نے تجویز اس امر خاص سے ایسا لطف اُٹھایا کہ علے الصباح اس ھیچمدان کج مج زبان سراپا تقصیر اکبر علی خان تخلص توقیر سے کہ پشت ھا پشت سے خانہ زاد سرکار فیض آثار کا ھے و با الفعل بعہدۂ جواب نویسی محبت نامجات نواب موصوفہ و ممدوحہ کے معین و مقرر ھے واسطی اھتمام اور تیاری کے ارشاد فرمایا ۔ بعد مشرف ھونے زیارات محبت نامجات کہ جس کے مصنف اور مولف کی (ورق ۱۷ ب) تعریف میں انسان کی کیا مجال

کہ زبان کھولے اور توصیف میں ایسے کلام عدیم النظیر کے منہ سے بولے۔ بجز اس کے

که سلطان ملک معانی هیں شاہ
فصاحت بلاغت کے بانی هیں شاہ
وهاں نامور کیا هو نام کلیم
حروف غلط هیں کلام کلیم
[1]نظیری سے کوئی اگر دے نظیر
تو انصاف اس کو کہے بے نظیر
وہ دیوان ارشاد فرمائے هیں
کہ مطبوع عالم هیں چھپوائے هیں
غزل دفتر عشق کی فرد هے
کہ دیوان آتش وهاں سرد هے
جو مطلع هے وہ مطلع سہر هے
تخلص سے مقطع پری چہر هے
هر اک مثنوی هے عجب رنگ کی
سراپا هے عشاق کے ڈھنگ کی
زهے حسن نثر شہنشاہ نثر
که بو نصر بھی هو هوا خواہ نثر
ترقی هے یہ پے بہ پے نثر میں
چمک نثر طائیر کی هے نثر میں
[2]وہ هی اوج شہباز مضمون شاہ
که هو مرغ طغرائے بھی مفتون شاہ
جو دیکھیں گل طبع رنگیں کے جوش
اڑیں بلبل روح سعدی کے هوش
وہ مکتوب فرمائے هیں لا جواب
ملک کو بھی مشکل هے جن کا جواب
[3]جہاں سنئے شہرت هے هنگامہ هے
هر اک نامۂ شاہ شہنامہ هے
وہ فقرے لطائف سے مالوف هیں
عبارات رنگیں میں ملفوف هیں
بشر کیا هیں دیوانے تالیف پر
پھڑ کتی هیں پریاں بھی تصنیف پر
مثل کے هیں معنی گواہ کلام
کلام شہاں بادشاہ کلام

(ورق ۱۹ ب) الغرض بموجب الامر فوق الادب وہ گہر هائے شاهوار زادہ طبع همایون شہریار که فرداً فرداً جدا مثل در یکتا تھے واسطے جمع کرنے کے کمر سعی مضبوط باندھکر وہ در دانہ هائے مکنون که مانند سلک گسستہ جا بجا تھے پنجہ مژگان سے چنکے انسلاک روابط میں مسلسل و باهم، اور وہ انجم درخشندہ کہ مثل ستارگان بنات النعش متفرق و جدا تھے (ورق ۲۰ الف) برنگ کو کبان پروین فراهم کر کے جلابخش دیدۂ انجم شناسان روشن قیاس و مہندسان دقیقہ شناس کئے اور اون گلہائے ریاض دانش اختری کو

۱- ورق ۱۸ الف - ۲- ورق ۱۸ ب -
۳- ورق ۱۹ الف -

که چمن زار عبارت لطیف سیں شگفته هیں بطور گلچیں بریاض طبع سقیم بروش گلدسته رنگیں آراسته کر کے به نظر نخلبندان گلزار معانی برنگ ارمغانی پیش کش دی - اور ابهی که کل چند جز کی تیاری اور تحریر (ورق ۲۰ ب) شروع تهی اور هر هر محرر اور نقاش کی طبیعت بخیال نمک خوارئی قدیم بجانفشانی رجوع تهی - یکایک بموجب مصرعه :— که دلها را بدلها راه باشد

واسطے تیاری اس امر مجوزه خاص کے بنام نواب صاحبه ممدوحه و موصوفه کے حکم شاهانه هوا - چونکه مزاج مبارک از حد مصروف و مشغول تها مگر مصرعه سمند شوق پر ایک اور تازیانه هوا - پهر تو جناب عفت مآب نے (ورق ۲۱ الف) انشاء موصوفه کو مثل عروس بآراستگی هفت در هفت مرتب مزین کر کے مخاطب بخطاب تاریخ ممتاز فرمایا اور به مشاطگی طبع سلیس حضوری شاہ کجکلاه سلطان عالم اعادالله ملکه و سلطنته سی سر افرازی کا رتبه بخشایا - اس اُمید پر شعر :—

که مقبول سلطان عالم هویه پسند دل جان عالم هویه

قطعه تاریخ

ترتیب تاریخ ممتاز از طبع حقیر خانه زاد قدیم (ورق ۲۱ ب) اکبر علی خان تخلص توقیر

حضرت سلطان عالم کا هے فیض طبع خاص
ڈاک کو گویا بنایا شاهراه نامجات
اس قدر تحریر فرمایا قلم برداشته
شاه نامے پر بهی اب هے اشتباه نامجات
صورت پروانه و کبک آج کل هے مرغ دل
جلوه گر ایسی هے هر هر شمع ماه نامجات
جب کلام پادشاه رتبے میں هو ملک الکلام
کیوں نه هو نامونسے بڑھ کر عزو جاه نامجات
عرض کی تاریخ بهی توقیر خانه زاد نے
نامهٔ شاه ایک اک هے بادشاه نامجات

۱۲۷۶

شروع محبت نامجات بلاغت آیات بابت سنه ۱۲۷۲ لغایت ۱۲۷۳ ھجری

(ورق ۲۲ الف) محبت نامۂ اول

سلطان کو صاحبہ محل اکلیل نواب جہان ممتاز جلیل فرق افسر عالم کی طرف سے معلوم ہو اے تاج فرق محبوبان رقعۂ بہزاد مرقعہ تمہارا عین تشنگیٔ انتظار میں سیراب کن جان بیتاب ہوا - بحمد اللہ تعالیٰ یہاں تا تحریر رقیمہ (ورق ۲۲ ب) محبت ضمیمہ ہر طرح کا فضل جناب باری ہے اور صحت اور سلامتی اوس ماہ شب چہاردہ کی ہمیشہ درگاہ خالق ارضین و سماوات سے مطلوب ہے - شب و روز تصور رہتا ہے کہ یہ ایام ملال کس طرح بسر ہوتے ہوں گے - کیا کہوں وہ تمہارا سکندر باغ کا رہنا اور ہمارا پروانہ وار گاڑی پر دن دن بھر تمہارے ساتھ پھرنا اور ڈومنیوں کا مجرا کرنا اور راتوں کو چبوترے پر بسر کرنا اور نوبت کی صدائیں اور شہنا کی (ورق ۲۳ الف) آوازیں یہ سب شبانہ روز آنکھوں کے تلے پھرتا ہے - دل مسوس مسوس کر رہ جاتا ہوں - کیا کروں - زمین سخت آسمان دور ہے ، میرا کیا قصور ہے - خدا غارت کرے اون لوگوں کو جنہوں نے خانہ بربادی ہماری کی - اور آپ خوش خوش حکمرانی کرتے ہیں - اور اون کے ہوا خواہ اون کے ہمراہ اون کا دم بھرتے ہیں - ہمیں تو آج تک فلک نے ایسا پیسا ہے کہ مغز کا بھیجا ناخن سے نکلتا ہے - گھنے گھنے (ورق ۲۳ ب) جنگل ، کالے کالے پہاڑ ، نہ کہیں سایہ نہ کہیں آڑ - خدا خدا کر کلکتے میں پہنچے - اوس پر بھی مدعی

سایۂ دیوار ساں ساتھ ہیں - کاٹ پھانس سے ایک لمحہ نہیں چوکتے - اگر ہم گھبرا کر روز کی چخ چخ سے مونہہ بھی چراتے ہیں مگر کہنے والے پھر اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں - خدا انجام بخیر کرے - وہ کون دن ہے کہ یاد رخ مہر تمثال سینے میں نہیں بھری رہتی ہے شعر :-

کہیو اے باد صبا بچھڑے ہوئے یاروں کو (ورق ۲۴ الف)
راہ ملتی ہی نہیں دشت کے آواروں کو

تری آنکھوں سے ایک لحظہ نہیں سو کھتی - قاصد بہت کمیاب ہیں کہ جن کے ہاتھوں درد دل لکھ کر بھیجا کروں - اگر کوئی ڈاکیہ نصیبوں سے ہاتھ آگیا تو ہزار ہزار منت اور سماجت سے ہاتھ جوڑ جوڑ کر ایک آدھ خط روانہ کیا - خیر شکر خدا کا کہ حاکم ہو کر محکوم بننا پڑا - کبھی کبھی کوئی خط تم صاحبوں میں سے جو آ جاتا ہے گویا (ورق ۲۴ ب) جان تازہ آتی ہے - اور تمہارے خط کو تو سینے پر رکھا ، چھاتی سے لگایا - آنکھوں پر رکھا بہت چوما چاٹا - یہاں تک کہ اُس کے حرف بھی مٹ گئے - اس پر بھی بے جواب لکھے تسکین نہ ہوئی - خدا تعالیٰ ہمیں تمہیں پھر جلد باہم کرے - اور یہ مصیبتیں رات دن کی کم کرے - جان من ہراساں نہ ہونا - نہ رونا نہ منہ اشکوں سے دھونا - خیر خدا نے جو مصیبت ڈالی اسے ہر طرح کاٹنا (ورق ۲۵ الف) ہم اتنا افسوس کرتے ہیں تو کیا پاتے ہیں فضل خدا اگر ہو تو سب ایام غم بات کہتے کہتے کٹ جاتے ہیں خوف ظالموں کو نہیں ہے اتنا ستایا اوس پر بھی باز نہیں آتے - وہی اس کا اجر دے گا ہم تم سب سارا شہر تو مظلوم ہیں - کیا حق سبحانہ و تعالیٰ مظلوموں کو ظالموں ہی کے پنجۂ قدرت میں رکھے گا - مظلوموں کی داد نہ دے گا - شام غم کب تک گھیرے رہے گی - دنیا کب تک منہ پھیرے رہے گی؟ (ورق ۲۵ ب) کیا صبح اُمید نہ ہوگی - شعاع عدل خورشید نہ ہوگی دام بلا کب تک بچھا رہے گا - جوبن دنیا کب تک بن بن کے دکھلائے گی - ہمارا دل خود ایسی بیسوا دغاباز پر نہیں ہے اس سے چمٹو تو نخرے کرتی ہے اور اگر منہ موڑو تو پاؤں پڑتی ہے - اس

کی یہی چالیں ہیں غضب پیٹ سے پاؤں نکالے ہیں - مگر کیا ہوتا ہے میرا اور اس کا دونوں کا بنانے والا تو کوئی اور ہی ہے -

راقم جان عالم

۵ ذی‌قعد سنہ ۱۲۷۲ ہجری (ورق ۲۶ الف)

محبت نامۂ دوم

نواختۂ رب جلیل نواب اکلیل محل صاحبہ کو جان عالم کی طرف سے معلوم ہو ، بعد گلدستہ بندئی تمنائے مواصلت و چمن چمن ہوائے موالفت واضح رائے عالم آرائے ہووے - اے جان جہاں ایک خط الفت نمط میں تم کو لکھ چکا ہوں - یقین ہے کہ پہنچا ہو - اب یہ دوسرا مرتبہ ہے عالم الغیب (ورق ۲۶ ب) دانا ہے - جیسا کہ فراق محبوبان خوش و شان نے اس صحرائے کلکتہ میں حال زار میرا کر دیا ہے - ایک ایک داغ ہجر دلبر ایک ایک درہم کے برابر دیا ہے - کیا فلک کی یہی چال ڈھال ہوتی ہے کہ بن مارے زندگی وبال ہوتی ہے - بقول میر حسن مرحوم :—

فلک نے تو ایسا ہنسایا نہ تھا   کہ جس کے عوض یوں رولانے لگا

عبث دم دوستی اسکی ذات سے توقع رکھتے تھے - ایسا بے مروت نکلا کہ دو دلوں کو (ورق ۲۷ ا) بہم نہیں دیکھ سکتا - خیر جاتا کہاں ہے - اسے ہم خود پیس ڈالینگے - نوبت اب یہ پہنچی ہے کہ سوا نالہ و زاری اور شغل گریہ و بے قراری ایک دم بھر تمہاری یاد نہیں بھولتی - افسوس جان من وہ کیا دن تھے کہ تم شمع تھیں ہم تم پر پروانہ تھے - اللہ یہ بھی دن کاٹ دیگا - بہت گئی اور تھوڑی رہی - مگر چونکہ فراق اوس ماہ پارے کا ہم کو بہت ناگوار ہے تو بیشتر یہ شعر زبان پر رہتا ہے - شعر

(ورق ۲۷ب) صبا بہ لطف بگوآن غزالِ رعنا را

که سر به کوه و بیابان تو دادهٔ مارا

خیر اب یہ عالم ہے ۔ قطعہ

کسی کی شب وصل سوتے کٹی ہے کسی کی شب ہجر روتے کٹی ہے
ہماری یہ شب کونسی ہے الٰہی نہ سوتے کٹی ہے نہ روتے کٹی ہے

اب مناسب ہے کہ مدام اپنے احوال خیر مآل سے مطلع کرتے رہو ۔ کہ تسکین دل بے تاب ہوا کرے اور غمزدۂ فراق کی جان میں جان آئے الحمد للہ کہ تمکو ہماری یاد آج تک فراموش نہیں (ورق ۲۸الف) ہمیں بھی تمہاری یاد دوش بدوش چلی جاتی ہے ۔ ہاں البتہ اگر چندے یونہی ایام غم بسر ہونگے تو کاہیکو حضرت فراق چین لینے دینگے ۔ مگر اب تو عالم مجبوی ہے ۔ ہیجدہم شہر ذی قعد ۱۲۷۲ ہجری ۔ راقم جان عالم ۔

محبت نامۂ سوم

ممتاز جہان نواب اکلیل محل صاحبہ کو بعد اشتیاق ملاقات مسرت آیات اور ہزار (ورق۲۸ب) ہزار تمنائے ذوق و شوق اور لطف وصل و مواصلت کے سلطان مغموم جانعالم حزیں کی طرف سے روشن اور مبرھن اور واضح اور منکشف ہو ۔ خط محبت نمط تمہارا عین آرزو اور تمنائے دلی میں پر توفگن خانہ مراد ہوا جان تازہ بدن میں اور روح پاک و صاف و لطیف والطف تن میں داخل ہوئی ۔ آنکھوں کو سرور اور دل میں غرور قرار واقعی ہوا۔ اور ایک تعویذ نذر امام ضامن و ثامن (ورق۲۹الف) علیہ الف الف تحیتہ والثناء والسلام حسب دستور مستمرۂ قدیمی ہمراہ اوس رقعہ اُلفت مرقعہ کے آیا موافق عادت اور حسب دستور قدیم موافق اور مطابق شہور اور سنین حال ماضی اور گزشتہ اور پیوستہ کے کمال مہر و محبت اور عنایت اور شفقت سے زیب بازوے خویش فرمایا ۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ بہ تصدیق زور بازوئے یداللہی جلد بقوت اور زور (ورق ۲۹ب) تمام بہ تصدق روح امام ہشتم ضامن و ثامن علیہ السلام جلد با مرادات دلی اور دینی اور دینوی اور بامقاصدات قلبی ظاہری و باطنی باسرع الاحوال والا وقاۃ کامیاب اور فتحمند کرکے سریر آرائے تخت لکھنو کرے ۔

اور اس کا باندھنا ایسا مبارک ہو کہ پھر وہی دن عید اور شب برات ہو - آمین ثم آمین - این دعا ازمن و از خلق خدا آمین باد - (ورق ۳۰ الف) ۵ ذی حج ۱۲۷۲ ھجری - راقم غریب الوطن جان عالم -

محبت نامۂ چہارم

غزل

خانہ مہر پرانوار ہیں اکلیل محل
کیوں نہ ہو کیا در شہوار ہیں اکلیل محل
محرم خلوت و محبوبۂ شبہائے وصال
میری مونس مری غمخوار ہیں اکلیل محل
گل خورشید جلے دیکھ کے ثروت اونکی
(ورق ۳۰ ب) آفتاب فلک یار ہیں اکلیل محل
میری جانی میری پیاری میری محبوبۂ خوش
مہ رخ و خوش بدن و یار ہیں اکلیل محل
خار کھاتے ہیں حسینان جہاں جل جل کر
لکھنو میں وہ طرحدار ہیں اکلیل محل
محفل عیش بپا رہتی ہیں معشوقونمیں
بانیٔ حسن ہیں سردار ہیں اکلیل محل
(ورق ۳۱ الف) کھینچتے ہیں قد خوش طول پہ عاشق کی جان
بہر عاشق صفت دار ہیں اکلیل محل
اشک ریزاں ہیں خیال رخ محبوب سے وہ
چشم آلفت سے گہر بار ہیں اکلیل محل
عاشقی شیوۂ امراض جہاں ہے دیکھو
نرگس چشم کی بیمار ہیں اکلیل محل
خرمن ہستیٔ اعدا کو جلاتی ہیں روز
(ورق ۳۱ ب) برق ہیں آہ شرر بار ہیں اکلیل محل
کیوں نہ خمخانۂ عالم میں بڑھے قدر زیاد
ایسی خمار ہیں ہشیار ہیں اکلیل محل

ذیحجہ سنہ ۱۲۷۲ ہجری راقم غریب الوطن جان عالم




محبت نامہ چہارم غزل



خانۂ مہر پر انوار ہین اکلیل محل



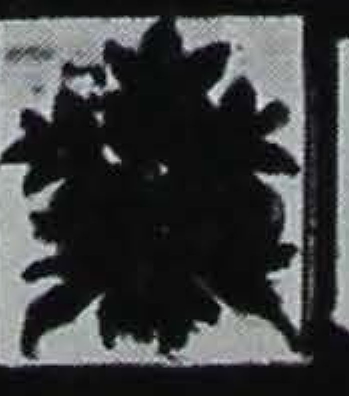

کیون نہو کیا در شہوار ہین اکلیل محل



محرم خلوت و محبوبہ شبہای وصال




میری مونس مری غمخوار ہین اکلیل محل



گل خورشید جلی دیکھہ کی ثروت اونکی

(ورق ۳۰ الف)

فتاب فلک یارمین اکلیل نحل





میر جانی میری پیاری میری محبوبہ خوش

سہ رخ و خوش بدن و یارمین اکلیل نحل





چار کہاتی مین جسینان جہان جل جلکر

لکہنو مین وہ طرحدار مین اکلیل نحل





محل عیش بیار تہی مین معشوقو نمین

بانی حسن مین سردار مین اکلیل نحل



(ورق ۳۰ ب)



کھنچی ہیں قد خوش طول پہ عاشق کی جان





بہر عاشق صفت دار ہیں اکلیل حمل



اشک ریزاں ہیں خیال رخ محبوب سی وہ





چشم الفت سی گہربار ہیں اکلیل حمل



عاشقی شیوہ امراض جہاں ہی دیکھو





نرگس چشم کی بیمار ہیں اکلیل حمل



خرمن ہستی اعدا کو جلاتی ہیں روز

(ورق ۳۱ الف)



برق مین آہ شرربار ہین اکلیل محل



کیون نہ غنچۂ عالم مین تری قدر زیا



ایسی خمار ہین ہشیار ہین اکلیل محل



صفت قبلہ نما تری ہین آنکھین انور



اختر زار طرحدار ہین اکلیل محل

یہہ غزل بی بدل مجلس تمہاری ولولہ محبت مین اور

جوشش الفت مین نظم کی تہی تمہاری تسلی خاطر کی لئی

(ورق ۳۱ ب)

صفت قبلہ نما پڑتی ھیں آنکھیں اُن پر
اختر زار طرحدار ھیں اکلیل محل

یہ غزل بے بدل بر محل تمہارے ولولۂ محبت میں اور جوش اُلفت میں نظم کی تھی - تمہاری تسلی خاطر کیلئے (ورق ۱۳۲) روانہ کی ھے - خدا ھمیں تمہیں جلد مسرور کرے - یہ صدمے فراق کے دور کرے - دل اب تو بہت گھبراتا ھے - کلیجہ منہ کو آتا ھے - صبر و تحمل رخصت ھوئے - یہی دعا ھے کہ پھر وھی صحبتیں وھی چہچہے وھی جلسے وھی قہقہے ھوں - راقم بے وطن جان عالم - ۲۷ ذی حج ۱۲۷۲ ھجری -

محبت نامۂ پنجم

غزل

حسن کش ھے آپکا انداز ممتاز جہاں
(ورق ۳۲ب) صوت شیشہ ھے بنی آواز ممتاز جہاں
کیا سنبھالے تیر مژگاں کا کوئی وار اے پری
بن گیا تودہ قدر انداز ممتاز جہاں
خط شوقیہ کی آمد جب سے اُس نے ھے سنی
دل ھوا ھے گوش بر آواز ممتاز جہاں
میری محرم ھے میری مونس ھے میری ھے انیس
مدتوں سے ھے میری ھمراز ممتاز جہاں
(ورق۳۳الف) افتخار دو جہاں ھیں اعتبار دوستاں
سب پریزادوں میں ھیں ممتاز ممتاز جہاں
ختم ھیں تجھ ماہ رو پر راست کہتا ھوں اسے
عشوہ و غمزہ، ادا، انداز، ممتاز جہاں
مبتلا رنج سفر میں ھیں قسم اللہ کی
کاھشوں میں ھیں ترے جانباز ممتاز جہاں
اشتیاق عارض خوش میں ھیں ھم صبح و مسا
(ورق ۳۳ب) بھولے کیا تجھ ماہ کا انداز ممتاز جہاں

پردۂ در پر لگے رہتے ہیں میرے دونو کان
پھر سنا دے عشق کی آواز ممتاز جہاں
کیا چھپاؤں حال دل تجھ سے ہویدا ہے سبھی
میری جانی ہے میری ہمراز ممتاز جہاں
تیرے اس روئے کتابی پر یہ مایل ہے بہت
عاشق خود رفتہ کو ہے ناز ممتاز جہاں
(ورق ۴۳ الف) یہ ادا بھوے گی کیا گذریں اگرچہ لاکھ سال
عشق کا اختر میں ہے انداز ممتاز جہاں

چند شعر غزل کے کہ مشعر حال اضطرار دل محبت منزل ہیں عجب ولولۂ شوق میں نظم کئے ہیں - کہ اوس سے اختر ہی کا دل خوب آگاہ ہے - اے برباد کنندۂ متاع صبر و قرار عاشق دور افتادہ خدا گواہ ہے کہ اب تو ایک ایک گھڑی مثل ایک سال کے گذرتی ہے - مفارقت طبیعت محبت طویت کو (ورق ۴۳ب) بہت بے چین کرتی ہے - اس کو تصور کرو کہ جو اوس عیش و آرام اور جاہ و حشمت سکندری سے بسر کرتا ہو یا وہ اب گردش فلکی سے کوٹھی راجہ بردوان میں کہ واسطے دشمنوں کے محبس سے کم نہیں دن مصیبت کے بھرتا ہو کیا اوس کے دل کا عالم ہوگا - زیادہ کیا لکھوں - راقم جان عالم پنجم محرم ۱۲۷۳ھ -

محبت نامۂ ششم

غزل

حور خصلت ہے خوش انسان ہے زینب بیگم
(ورق ۳۵ الف) مثل آئینہ درخشان ہے زینب بیگم
چاہوں میں تجھ کو مجھے چاہے تو اے گل ہردم
میری تیری یہی پیمان ہے زینب بیگم
باعث راحت و عیش و طرب و لطف و سرور
خوش قرینہ ہے مری جان ہے زینب بیگم

ہوتا ہی نہین جانی ترا چہرہ مجکو







دہیان تیرا مجہی ہر آن ہی زینب بیگم



زلف شمشاد تری جیسی نظر سی ہی نہان





میرا مجموعہ پریشان ہی زینب بیگم



جلد تر اسکو الہی کہین وصلت ہو نصیب





ہجر مین دل مرا نالان ہی زینب بیگم



جب کیا چہرہ خوش جیسی میری نظر و نسی

(ورق ۳۵ ب)

کیوں نہ اکلیل محل تجھکو کہیں پیروجواں
تاجداری تو تیری شان ہے زینب بیگم

(ورق ۳۵ب) بھولتا ھی نہیں جانی ترا چہرہ مجکو
دھیان تیرا مجھے ہر آن ہے زینب بیگم

زلف خمدار تیری جب سے نظر سے ہے نہاں
میرا مجموعہ پریشان ہے زینب بیگم

جلد تر اس کو الٰہی کہیں وصلت ہو نصیب
ہجر میں دل میرا نالان ہے زینب بیگم

چھپ گیاچہرۂ خوش جب سے میری نظروں سے
(ورق۳۶الف) مثل آئینہ یہ حیران ہے زینب بیگم

کس سے پونچھے گا بھلا دیدۂ تر فرقت میں
آسماں تو میرا داماں ہے زینب بیگم

کیوں نہ گلچین جہاں صید ہوں گلزاروں میں
بلبل باغ خوش الحان ہے زینب بیگم

روئے خورشید ہے پنڈلی تری اے مایۂ ناز
رشک مہتاب تری ران ہے زینب بیگم

(ورق ۳۶ب) جب کوئی برگ خزاں دیکھنا کہنا وہ ہے
تیرے اختر کی یہ پہچان ہے زینب بیگم

اکلیل محل نواب زینب بیگم صاحبہ کو جان عالم کی طرف سے بعد اشتیاق معانقۂ جسمانی اور مصافحۂ روحانی روشن اور مبرہن رائے قمر ضیائے ہو غزل دوسری تمہارے قدیمی نام پر شدت درد فراق میں موزوں کی ہے - اچھی ہے - تم اسے خود (ورق ۳۷الف) پڑھوگی اور گاؤ گی - باقی ہمہ وجوہ خیریت ہے - اُمید کہ تا احصال دولت مواصلت رسم نامہ و پیام جاری رہا کرے - مورخہ بستم محرم ۱۲۷۳ھ راقم سکندر جاہ اختر -

محبت نامۂ ہفتم

غزل

خوش قرینہ ستم ایجاد ہے زینب بیگم
حضرت عشق کی استاد ہے زینب بیگم

عارض روئے منور پہ عجب عالم ہے
(ورق ۳۷ ب) حور ہے چاند، پریزاد ہے زینب بیگم

پیچ پر پیچ دئے زلف رسا سے تو نے
لٹ گئے ہم، تری فریاد ہے زینب بیگم

غیر پہلو میں رہا کرتے ہیں میں دور ہوا
اجی کیوں میری بھی کچھ یاد ہے زینب بیگم

داد بیداد نہ کروا نہ جھنکا مجکو کنوئیں
رحم کر یہ دل ناشاد ہے زینب بیگم

(ورق ۳۸ الف) شجر وادیٔ ایمن ہے جھلک عارض کی
رشک لالہ قد شمشاد ہے زینب بیگم

بسے رہتے ہیں حسیں سینکڑوں اس میں دن رات
خانۂ دل ترا آباد ہے زینب بیگم

دم نکلتا ہے تجھے دیکھ کے اے جان جہاں
میری جاں میری پریزاد ہے زینب بیگم

جال زلفوں کا بچھاتی ہے کہیں دانۂ خال
(ورق ۳۸ ب) طائر عشق کی صیاد ہے زینب بیگم

غزل تازہ کہی ہے تیرے بہلانے کو
یہ میرے عشق کی روداد ہے زینب بیگم

زلف ہرگز نہیں شانے پہ یہ دھوکا ہے نرا
دام بردوش ہے صیاد ہے زینب بیگم

اختر زار نہ کہواؤ بس آگے مجھ سے
مسکن حسن خداداد ہے زینب بیگم

(ورق ۳۹ الف) ممتاز جہاں اکلیل محل نواب زینب بیگم صاحبہ کو جان عالم کی طرف سے معلوم ہو - دو غزلیں اس سے پیشتر موزوں کرکے روانہ کر چکا ہوں - خدا جانے پہنچیں یا نہیں پہنچیں - ہمیں رسید ایک کی بھی ابھی تک نہیں آئی- یہ تیسری غزل تمہارے قدیمی نام پر موزوں کرکے بھیجتا ہوں - امیدوار ہوں کہ تینوں غزلوں کی رسید مرحمت ہو - اور جو نہ پہنچیں ہو تو ویسے اطلاع ہو - مورخہ بست و ششم محرم ۱۲۷۳ھ (ورق ۳۹ ب) راقم غریب اختر -

محبت نامۂ ہشتم

نواب اکلیل محل صاحبہ سلامت رہو- خط مسرت نمط چوتھی ماہ صفر کی کپتان کنزالدولہ بہادر کی معرفت محفل افروز ہوا - بعد اشتیاق اس میں لکھا تھا کہ میں نے امام ضامن بھیجا ہے - چنانچہ حسب نوشتہ تلاش کیا - امام ضامن نہیں ملا- باقی سب طرح فضل الٰہی ہے - جناب عالیہ[1] خیر و عافیت سے داخل لندن ہوئیں مگر ابھی کوئی خط نہیں پہنچا - امید کہ اسی طرح ارقام رقیمہ ہائے وداد سے (ورق ۴۰ الف) راقم کو مسرور کیا کرو- چہارم صفر ۱۲۷۳ھ الراقم مہموم سلطان عالم -

محبت نامۂ نہم

مایۂ نشاط، باعث انبساط، حظ زندگانی، میوۂ باغ جوانی، مہر سپہر خوبی، ماہ برج محبوبی، شوخ و چالاک، طناز و بیباک - عشوگر، سیم بر، دل آرام، گل اندام، نواب اکلیل محل صاحبہ کو جان عالم کی طرف سے معلوم ہو - نامۂ عنبر شمامہ، عطر آگیں، بہجت تزئیں، مفرح روح، مقوئ دل، ممد جان، معاون رواں، سلسلۂ محبت (ورق ۴۰ ب) وسیلۂ مودت، مسکن دل نالاں و مضطر، جامع پریشاں و بے پر، مایۂ صبر و قرار، باعث تسلی دل غمخوار، مجاہدالدولہ بہادر کی

---

۱ - والدۂ محترمہ واجد علی شاہ جو مقدمے کی پیروی کے لئے لندن گئی تھیں -

معرفت پندرھویں ماہ صفر کو رونق افرور بزم موصول ھوا - کاشانۂ محبت روشن اور خانۂ الفت رشک وادئ ایمن ھوا - ادراک احوال خیریت مآل سے ھمدوش مسرت ھوئے - مگر صدمۂ فراق اور ولولۂ اشتیاق سے بیتاب بشدت ھوئے - تمہارا تو وہ حال ھے - ھمارا بیان سنو کدھر خیال ھے چہرۂ ارغوانی زعفرانی ھے - فراموش ساری لن ترانی ھے - (ورق ۱۴الف) عیش و عشرت کہانی ھے - ھردم آہ سرد بھرتا ھوں - کروٹیں لے لے کر صبح کرتا ھوں - دیکھنے والے روتے ھیں - منہہ آنسوؤں سے دھوتے ھیں - شوق وصال ھر دم ترقی پر ھے - ولولۂ بوس و کنار شرح سے باھر ھے - جس دم کوئی بات تمہاری یاد آتی ھے بیساختہ لبوں پر فریاد آتی ھے - ھوش و حواس جاتے رھتے ھیں - فلک کی طرف دیکھ کے ھم یہ کہتے ھیں - کہ اے بےمہر اوس ماہ سے اختر کو کب ملائے گا - کس روز چہرۂ روشن (ورق ۱۴ب) دکھائے گا - کس وقت عاشق و معشوق ھم آغوش ھوں گے - کس روز غم و رنج، دوری و فراق فراموش ھوں گے - وہ کہتا ھے تمہارے حال زار پر اور مصیبت دل بےقرار پر مجھے بھی رحم آتا ھے - عنقریب قران السعدین، اجتماع نیرین - بازیب وزین ھوگا - راقم مشتاق وصال محزون و پر الم جان عالم - ۱۵ صفر ۱۲۷۳ھ -

---

آغاز سراپا اعجاز محبت نامجات من ابتدائے سن ۱۲۷۵ھ لغایته[1]۔

(ورق ۲۲الف) محبت نامۂ اول

گل گلزار خوبی، ثمر باغ محبوبی، نوجوان ممتاز جہان، نواب اکلیل محل صاحبہ زاد محبته' اے جان جان عالم کیا بیان کرے جو مصائب گزرے - بارہ آدمیوں سے قلعہ' کلکتہ میں اٹھارہ مہینے سے ہوں اور علاوہ تکلیفات وحشت اور تنہائی کے زیادہ تر جاں گذاھی(کذا) - جان من تم سے دور ہیں - (ورق ۲۲ب) ہم بے قصور ہیں - مگر انشاء اللہ تعالیٰ گھبراؤ نہیں ہم تمہارے پاس خرچ بھجوانے کی جلد تدبیر کرتے ہیں - پانچسو روپیہ عنقریب بھجواتا ہوں - قرض ادا کرنا - باقی کی بھی تدبیر ہو جائے گی - اور مدام ارسال خطوط اور خبر خیریت مزاج محبت امتزاج سے دل غمگین اختر شاد کیا کرو کہ المکتوب نصف الملاقات کہتے ہیں اور اپنے علاج معالجہ میں غفلت نہ کرنا اور ایک (ورق ۲۳الف) خط بہجت نمط تمہارا چودھویں تاریخ ربیع الثانی ۱۲۷۵ھ کو ہمیں پہنچا - اوس کے دیکھنے سے جان غمگین شادمان ہوئی کہ الحمدللہ سب صاحبوں کے بعد تمہیں بھی ہماری یاد ہوئی - خیر- مصرعہ :—

عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت است

صبح کا بھولا اگر شام کو واپس آئے تو اوسے بھولا نہیں کہتے ہیں اور جو تم نے یہ لکھا کہ نہ لکھنو میں رہونگی نہ کلکتہ میں مجھے اپنے پاس قلعے کے اندر بلالو - جان من سبحان اللہ (ورق ۲۳ب) شریف اور نجیبوں کی یہی بات ہوتی ہے کہ برے وقت میں خاوند

---

۱ - تاریخ محو ہوگئی ہے -

کے کام آتی ھیں - مگر میں تو یہاں شب و روز سینکڑوں پہروں میں
گرفتار ھوں - ھر وقت پہرے برابر رھتے ھیں - پرندہ پر نہیں
مار سکتا - پھر بھلا تمہاری پردہ داری کس طرح کرونگا - مگر اب
بالفعل لاٹ صاحب بہادر خلد اللہ ملکہ نے دو لاکھ روپے عنائیت
فرمائے ھیں اور (ورق ۴۴ الف) ارشاد ھوا ھے کہ اگر اور بھی درکار
ھوگا سرکار سے ملے گا اب مناسب ھے کہ با عزت و عصمت وھیں بیٹھی
رھو اور ھماری رھائی کی دعا درگاہ الہی سے مانگے جاؤ - جب تلک
میرے پاس موجود ھے تمہاری خبر لئے جاؤنگا نظر بخدا رکھو - اور
ھراساں نہ ھو اور مجھے ھر وقت اپنا طلبگار سمجھو اور اپنی والدہ
کو میری طرف سے (ورق ۴۴ب) بہت بہت پوچھ دینا اور ایک غزل
نئی تمہارے دل بہلنے کو کہی ھے - جب طبیعت گھبرایا کرے -
اسے پڑھ کر ھماری یاد کیا کرو اور جی بہلایا کرو -

غزل

ایک حسرت طور پر بھی بہر موسیٰ رہ گئی
ایسا کچھ دیکھا کہ آنکھوں کو تمنا رہ گئی
(ورق ۴۵الف) آئینہ دیکھو تو صورت عکس آتی ھے نظر
میں تو خود حیراں ھو کیسی رسم دنیا رہ گئی
تصفیہ خوں کا کریں عناب لب بتلا طبیب
کس قدر طاقت گھٹی ھے ھجر میں کیا رہ گئی
دل پھڑک کر چپ ھوا گلشن کا عالم دیکھ کر
اے گلو منقار بلبل وصف میں وا رہ گئی
کیا تجلی ھے کہ سینہ اوس کا روشن ھو گیا
یادگار اک نقل بہر طور سینا رہ گئی
(ورق ۴۵ب) باغباں بہر گلستاں میں ھوا باد خزاں
ھر کلی گلشن کی میرے دل سے مرجھا رہ گئی
دل کو ھم مجنوں صفت چھوڑ آئے کوئے یار میں
ناقہ آگے بڑھ گیا محمل میں لیلا رہ گئی

اے قمر طالع نہ کوٹھی پر ہوا تو وصل میں
شام کو بھی آرزوئے روئے زیبا رہ گئی
ورق۴۶ الف) مار ڈالوں گا ابھی جاں اپنی تیرے سامنے
رخ پہ بل کھا کر اگر زلف چلیپا رہ گئی
ہوگیا دل قیدیٔ زنجیر زلف مہ لقا
محفل عیش و طرب ساری مہیا رہ گئی
دم کی آمد شد ہے جیسے باد صرصر صبح کی
روح اب مثل چراغ زیر جاما رہ گئی
تو نہ سجدے کو جھکا محراب ابرو کی طرف
طائر قبلہ نما حسرت تری کیا رہ گئی
(ورق ۴۶ب) کان کا یہ حال ہے مشتاق ہے آواز کا
آنکھ کی صورت یہ ہے حسرت سے دیکھا رہ گئی
آنکھ کو مدنظر دیدار ہے اس یار کا
اور زباں نے ذائقہ الفت کا چکھا رہ گئی
جمع اتنا کرکے کیا پایا خدا کے واسطے
دولت حسن صنم اختر بتا کیا رہ گئی

حسن پر بہار رہے - چہاردھم ربیع الثانی (ورق ۴۷ الف) ۱۲۷۵ ھجری الراقم مہجور جان عالم عفیہ عنہ (کذا) - اور لفافے پر یہ عبارت ھوا کرے - سکتری فورین ڈیپارٹمنٹ معرفت دفتر خانہ میر منشی کونسل حوص سٹریٹ فقط -

محبت نامۂ دوم

ممتاز جہان نواب اکلیل محل صاحبہ زاد محبتہ' - بالفعل مبلغ پانصد روپیہ تمہاری پان خوری کے (ورق ۴۷ب) لئے کرنیل کونیا ٹون میجر صاحب بہادر دام اجلالہ' کی معرفت پہنچتے ھیں - تمہیں لازم ہے کہ رسید ھمیں جلد بجھواؤ اور اپنے مزاج کی خیرو عافیت ھمیں لکھو - کہ طبیعت مسرور ہو - ۱۹ ربیع الثانی ۱۲۷۵ ھجری - راقم بادشاہ اودھ عفیہ عنہ فقط -

محبت نامۂ سوم

شکیل و جمیل ممتاز جہان نواب اکلیل محل صاحبہ سلامت

(ورق ۴۸ الف) ستائیسویں تاریخ جمادی الثانی کی مہینے میں ایک قطعہ محبت نمط دست یاب ہوا - پانچ سو روپوں کی رسید پائی - پانچ سو اور بھجوائے - اس کی بھی رسید جلد بجھواؤ - اور تمہاری والدہ کے ڈیڑھ سو روپے اور عنائیت ہوئے ہیں - اور پچاس روپوں کے حساب سے تمہاری ماں کی چھ مہینوں کی تنخواہ تین سو روپیہ اور (ورق ۴۸ب) آتے ہیں - غرۂ رجب سے آخر ذی الحج تک میں تمہاری والدہ کی چھ مہینے کی تنخواہ پچاس روپوں کے حساب سے بجھوا چکا اب چھ مہینے تک کچھ نہ دونگا یا تم مہینے مہینے اونہیں دینا یا اکٹھا حوالہ کرنا جیسا مناسب سمجھو - اور رسیدیں جلد بھجواؤ اور خرچ اس زمانے کے موافق بہت سنبھل سنبھل کے اوٹھانا - خبردار اصراف نہ ہووے - ۲۷ جمادی الثانی (ورق ۴۹الف) ۱۲۷۵ ھجری - بقلم جان عالم تحریر شد - از طرف ذوالفقار الدولہ بندگی برسد فقط -

محبت نامۂ چہارم

ممتاز جہان و تاج خوباں — اکلیل محل نگار سلطاں
اے غنچہ دھن گل معطر — اے زوجۂ بادشاہ اختر
اے لالہ باغ نیک نامی — اے گلبن صحن خوش پیامی
قائم رہے یہ تری جوانی (کذا) گنگا جمنا میں تا ھے پانی
جب تک ھے شعاع مہر تاباں — اللہ رکھے ھمیشہ خنداں

پیشتر ساڑھے چار سو روپیہ تمہاری والدہ (ورق ۵۰ الف) کے اس حساب سے کہ ڈیڑھ سو تو نقد اور پچاس روپیہ مہینے کے حساب سے تین سو روپے چھ مہینے کی تنخواہ کی پیشگی اور پندرہ سو روپے تمہاری ذات خاص کے واسطے یہ سب ملا کر اگلے پچھلے دو ہزار[1] نو سو پچاس روپے میں تم کو بھجوا چکا ھوں - اپنی رسیدیں

[1] - روپوں کی میزان تو ایک ہزار نو سو پچاس روپے بنتی ھے - نہ جانے یہ دو ھزار نو سو پچاس کیسے درج ھوئی -

بھجوانا - اور خط بہت دیر کر کر کے آتے ہیں دل لگا رہتا ہے حسن پر بہار رہے - ۷ رجب ۱۲۷۵ ھجری بقلم جان عالم عفی عنہ - اور بالفعل ان دنوں ایک عجیب سانحہ گزر گیا کہ دل روتا ہے - نواب دلدار محل صاحبہ نے تیسری تاریخ اس مہینہ کی دنیا سے رحلت کی ہمیں چھوڑا - غلمان بہشتی سے الفت کی - انا للہ و انا الیہ راجعون -

(ورق ۶۱ الف) محبت نامۂ پنجم

سروقد ، مہروش ، لالہ رخا ، سمن برا ، ممتاز جہان نواب اکلیل محل صاحبہ سلامت - رجب کی بائیسویں کو ایک قطعہ محبت نامہ آیا - کلیجے سے لگایا - تم جھوٹی ہو - جو لکھتی ہو کہ میں متواتر خط بھیجتی ہوں - کل اس سمیت تین قطعے تمہارے آئے - اور لوگوں کے تیس تیس اور چالیس چالیس خطوں کی باری آئی - اور ہم نے بھی اسی قدر (ورق ۵۱ب) اون کو جواب لکھے - تمہارے تین ہی آئے - ہم نے تین ہی جواب بھی تمہیں لکھے - طبیعت لگی رہتی ہے - جس وقت خط آتا ہے جان میں جان آتی ہے - اپنی والدہ کو میری طرف سے بندگی کہ دینا - بقلم جان عالم - ۲۲ رجب ۱۲۷۶ ھجری -

محبت نامۂ ششم

اے ممتاز جہان نواب اکلیل محل صاحبہ سلامت - شعبان کی چوتھی کو دو قطعہ خط پہنچے - مجھے جناب امیر کی اور خدا کی قسم ہے کہ میں تم کو تین ہزار سے اوپر روپے بھجوا چکا ہوں - نہ پہنچے تو میرا کیا قصور ہے - کل کی تاریخ یہ سننے میں آیا ہے کہ وہ جو دولا کھ لاٹ صاحب بہادر خلد اللہ ملکہ' سے میں نے مانگے تھے - وہ سب کو دے دلا کر اوٹھ چکے - اب دوبارہ رپورٹ اطلاعی روانہ ہوا ہے - دیکھئے کیا جواب آتا ہے - جب تک رپورٹ کا جواب نہیں آئے گا - جب تک (ورق ۵۲ب) دھانید لکھنو کی ملتوی ہے - میں شرمگیں ایسا ہوں کہ مارے حجاب کے خط تک لکھنے کو نہیں جی چاھتا ہے - زیادہ زیادہ - بقلم جان عالم - بتاریخ پنجم[۵] شہر شعبان ۱۲۷۵ھ - فقط -

محبت نامۂ ہفتم

ممتاز جہان نواب اکلیل محل صاحبہ اختر کی جان - تم پر علی کی امان - شعبان کی چھٹی تاریخ ایک قطعہ خط دست یاب ہوا - جان من جو دو لاکھ روپیہ ہم نے سرکار (ورق ۵۳ الف) انگریز بہادر سے لیا تھا - تم سب صاحبونکو دے دلا کر صرف ہوگیا اپنی جان کی قسم ایک حبہ باقی نہیں رہا - اب بالفعل دوسرا رپورٹ اطلاعی سرکار ممدوحہ میں روانہ کیا گیا ہے جس وقت ہاں ناہ کا کچھ جواب آئے گا - ویسا تمہیں لکھا جائے گا - اور بالفعل تو دھانید لکھنو کی ایک قلم مسدود ہے اور میں تم کو تین ہزار سے اوپر اوپر روپیہ روانہ (ورق ۵۳ ب) کر چکا ہوں - نہ پہنچے تو میرا کیا قصور ہے - بندہ اس امر میں ہر طرح مجبور ہے - قید میں تمہاری دعا شام و سحر ورد زباں رہتی ہے - آہ ہر دفعہ لب سے عیاں رہتی ہے - تم میں دھیان لگا رہتا ہے - ہر آنکھ سے موتی موتی برابر ایک ایک آنسو پڑا بہتا ہے - تمہاری والدہ کی بھی عرضداشت آئی کیا جواب لکھوں - مضمون واحد ہے - بقلم جان عالم عفی عنہ - ہفتم محجوب ہوں - شعبان ۱۲۷۵ھ - (ورق ۵۴ الف)

محبت نامۂ ہشتم

ممتاز جان نواب اکلیل محل صاحبہ سلامت - شعبان کی تیرھویں کو دو قطعہ خط محبت نامہ ایک میر عباد علی کے ہاتھ کا دوسرا قدیم محرر کے ہاتھ کا پہنچے - جان من دو ہزار پانچ سو روپے تمہاری ذات خاص کے لئے اور چار سو پچاس روپے تمہارے لواحقوں کے معہ والد اور والدہ اور وغیرہ عزیزان (ورق ۵۴ ب) کہ جس کو تم چاہو اپنی رائے سے تنخواہ مقرر کرو - اس حساب سے کہ ڈیڑھ سو روپیہ نقد بموجب عنائت بہ کل لواحقاں اور تین سو روپیہ پچاس روپیہ مہینہ کے حساب سے اس میں جس کو چاہو علیٰ قدر مراتب تم تنخواہیں مقرر کردو بھجوا چکا ہوں - جس میں سے کل پانچ سو روپیوں کی رسید دستیاب ہوئی ہے باقی روپیہ ہچنسن صاحب کی

کچہری سے جلد وصول کرو - (ورق ۵۵ الف) اور والد اور والدہ دونوں کا اسی جمع میں تنخواہ مقرر کرو - اس سے زیادہ نہیں ہوسکتا - لغایت ذی حج تک تنخواہیں میں دے چکا اور من ابتدائے غرهٔ رجب سے عنایت ہوئے ہیں - اب بعد اختتام ماہ ذی حج پھر ہم سے کہنا و بس - بقلم جان عالم عفہ عنہ ۱۳ شعبان ۱۲۷۶ ہجری -

محبت نامۂ نہم

غزل در بحر ہزج مثمن سالم - من کلام سلطان عالم عفہ عنہ (کذا)

(ورق ۵۵ ب) بنا دے نور کا پتلا خدایا میری مٹی کو
بتونکے واسطے پتھر کا کر دے قلب کو جی کو
عبث انگیہ سے اپنا سینۂ پر نور ڈھانپا ہے
حبابوں نے دکھایا صاف اس ہیرے کی تختی کو
نصیبوں پر ہمارے سنگدل آنسو بہاتے ہیں
کرے گا شمع رو کیا موم اپنی تیرہ بختی کو
آڑا دے گی مثال کاہ و خس ہر چرخ گرداں کو
گلا دی گی ہماری آہ پتھر کی بھی سختی کو
(ورق ۵۶ الف) سگ کوئے صنم کی نذر کیا ہوگا بتا اے دل
جلایا سوز غم نے چوب ساھر ایک ھڈی کو
چٹکتی ہے کلی گلشن میں یا آواز بوسہ ہے
شگوفہ باغ دل کا جانتا ہوں ایک مچھی کو
بدی اپنی نظر آتی نہیں انساں کو دنیا میں
چھپا کانٹا دیا اللہ نے ہر ایک مچھلی کو
(ورق ۵۵ ب) صدائے اختلاط یار سے آڑ جائے گا بلبل
تڑاقے[1] سے سنا دے گال پر اے جان ببی[2] کو
ہر ایک نالے سے امواج صبا پانی سی ہوتی ہیں
سمندر کر دیا اشک الم دیدہ نے ندی کو

۱- تڑاکا
۲- بوسہ

پرستش اپنی صورت کی کرو تم سرخرو ہو گے
نہ پوجو سبزہ رنگو گل چڑھا کر کالی دیبی کو
بدی شرط تعشق یا زکات حسن بدلی تھی
اوڑایا ہے ہوا پر کس لئے اے برق بدلی کو
(ورق ۵۷ الف) گہردرلعل ہیں یاقوت ہیں یا پھول جھڑتے ہیں
شرف پاتے زبان یار پر دیکھا ہے گالی کو
کرو حسن دو روزہ پر نہ غرہ اے پری زادو
لئے پھرتے ہو صیادو عبث دھوکے کی ٹٹی کو
ہمارا طائیر دل جس قفس میں پر شکستہ تھا
بنایا خط نور سہر و مہ ہر ایک تیلی کو
(ورق ۵۷ ب) روی کے قاعدے سے یہ غزل روشن ہوئی اختر
عجب جلوہ دکھایا باندھ کر ایسے قوافی کو

ممتاز جہان ، جان من ، نواب اکلیل محل صاحبہ - معشوقہ اختر جنیان پیاری سلامت - محبوبۂ خوش آہنگ ، معشوقۂ یک رنگ ، بہار باغ ، نازک دماغ ، خوشتر ، فسونگر ، طرب آمیز ، عشق انگیز ، شمس الضحیٰ ، بدر الدجیٰ ، نازنین طبع ، معشوق وضع ، سراپا بہتر ، مونسۂ اختر ، مرغ سدرہ آشیانہ ، مطلوبۂ یگانہ ، کو معلوم ہو (ورق ۵۸ الف) عشق میں حال دگرگوں ہے - جیسے حال خواب جاناں سنا ہے طبیعت مایل بخون ہے - ولولہ اور کشش دل آخر تصویر پر تنویر النقل مطابق الاصل کھینچ لائے ہے - اپنی جنیان کی صحیح شبیہ ہم نے پائی ہے - مگر رنگ لگانے والے نے "برے" برے اور بیہودہ رنگ لگا کر خراب کر دی ہے - اگر تم سے صحیح تصویر اپنی بھجوائی جائے تو ہم پر (ورق ۵۸ ب) نہایت احسان ہوگا - ہم اوس کا شب و روز نظارا کریں گے نقد دعائے جاہ و عزت اوس کے عوض میں دیں گے - اور ایک یہ غزل فرط ولولہ میں موزوں کی ہے - تمہیں شوق اکثر اشعار گانے کا ہے اس لئے طبیعت خون کی ہے -
۸ رمضان بقلم شوہر زینب بیگم ۱۲۷۵ ہجری -

محبت نامۂ دهم

ممتاز جہان نواب اکلیل محل صاحبہ سلامت (ورق ۵۹ الف) شانزدهم رمضان کو ایک قطعہ خط پایا ۔ جتنا روپیہ تم کو اور تمہاری والدہ کو بھیجا تھا اس کی رسیدیں مکمل بھر پائیں۔ اور زیادہ اس سے نہیں بھجوایا۔ خاطر محبوبہ قرین اطمینان ہو اور تمہاری والدہ کی بھی عرضداشت پہنچی۔ بسبب عدیم الفرصتی کے جواب سے قاصر ہوں۔ میری طرف سے اون کو بہت بہت پوچھ دینا اور جان من جس محرر نے تمہارا جواب لکھا تھا ۔ وہ (ورق ۵۹ ب) بے نظیر اور صاحب درد ہے ۔ اوسی سے اپنے قطعات محبت نامجات لکھوایا کرو ۔ اور یہ جو ہمیشہ لکھا کرتا ہے ہمیں پسند نہیں ۔ بد املا ہے اور عبارت نویسی میں دخل نہیں ہے ۔ بقلم جان عالم ۱۷ رمضان ۱۲۷۵ هجری ۔

محبت نامۂ یازدهم

تاج فرق سخندانی ممتاز جہان نواب اکلیل محل صاحبہ زاد جمالہ' ۔ دو قطعہ نامہ نامی اور صحیفۂ گرامی بتاریخ (ورق ۶۰ الف) بستم شہر رمضان معہ اسمائے عزیزان اور لواحقان وصول پائے ۔ دو ہزار پانچ سو روپے کی تمہاری اور چار سو پچاس روپے کی تمہاری والدہ کی یہ سب رسید ہم نے پائی ۔ سنو صاحب مجھ سے فقط تمہاری والدہ کی ان دنوں خبر لی جائے گی ۔ چنانچہ یہ جو ساڑھے چار سو تمہاری ماں کو ہم نے دئے پچاس روپے مہینے کے حساب سے لغایت ذی حج سنہ ۱۲۷۵ هجری تک اور ایک سو پچاس (ورق ۶۰ ب) روپے بطریق عنایت ۔ یہ اس طرح سے سب ملا کر ساڑھے چار سو ہوئے ۔ اور کسی عزیز کی خبر نہیں لی جائے گی اور نہ آئندہ تم کسی کے باب میں لکھنا ۔ جواب صاف ہے ۔ ہاں تمہاری والدہ کی تنخواہ بعد انقضائے میعاد پھر اسی حساب سے بھجوا دوں گا ۔ بقلم جان عالم ۔ مورخہ بست و یکم شہر رمضان سنہ ۱۲۷۵ هجری ۔ مبلغ ایک ہزار روپیہ عید الفطر کے جوڑے کے واسطے (ورق ۶۱ الف) اور بھیجتا ہوں ۔ صحت الدولہ بہادر

اور میر واجد علی کی معرفت ھچنسن صاحب کی کچہری سے وصول کرو۔ اور رسید بھیجو۔

محبت نامۂ دوازدھم

زلیخا مثال، پری خصال، جانی پیاری ممتاز جان نواب اکلیل محل صاحبہ ہمیشہ عیش و راحت سے رہو۔ ہر بلائے ارضی و سماوی سے محفوظ رہو۔ چودھویں کو شوال کی دو محبت نامے تمہارے اک ننھا منا سا (ورق ۶۱ ب) پچیسویں ماہ صیام کا دوسرا بڑا لنبا و چوڑا دوم شہر صدر کا میرے پاس پہنچا۔ سارا حال عشق کا اور نصیب دشمنان علالت مزاج نازک کا اور علاج بہ تجویز برادر طبیب الدولہ سے دریافت رائے ہمایوں ہوا۔ بڑی فکر اور تشویش ہوئی۔ ذرا پرہیز رکھنا۔ کھٹہ مٹھہ بہت نہ کھانا۔ اگر ہم سے محبت ہے تو بخوبی علاج معالجہ کرنا۔ اور میرا رنج جو کرتی ہو۔ صاحب۔ خدا یہ (ورق ۶۲ الف) آسان کردے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ملتے ھیں بھی ایسا ھی ہووے گا۔ کیوں رنج کرکے جان دو وہ کریم ہے شعر :-

اوسے فضل کرتے نہیں لگتی بار نہ ھو اوس سے مایوس امیدوار

اور پچاس کم تین ہزار آگے تم کو میں نے بھیجے تھے۔ اور سب رسیدیں بھی میرے پاس آگئی۔ ھاں بعد اوس کے ہزار روپیہ عیدی کے بھیجیں ھیں۔ مصائب زندان بدستور (ورق ۶۲ ب) اور اب خرچ بھی ھوچکا۔ اس سے اور بھی فکر ہے۔ اب رپوٹ گیا ہے۔ زیادہ شوق۔ فقط ۱۸ شوال سنہ ۱۲۷۵ ھجری۔

محبت نامۂ سیزدھم

سرو چمنستان یکجہتی، طوطیٔ شکرستان خوش خلقی، جان جانان ممتاز جہان نواب اکلیل محل صاحبہ سلامت رہو۔ با عز و شوکت رہو۔ بعد گذارش گلدستۂ ریاحین ھمکناری، و اظہار شقائق و غنچۂ غمگساری، اپنے پیارے (ورق ۶۳ الف) جوڑیکو حال درد دل پر ملال لکھتا ھوں۔ رنگ ھجر و وصال لکھتا ھوں۔ اے بلقیس، اے رشک

برجیس ، اے گوھر تابدار ، اے گل پربہار ، بڑی دیر سے ھم آئے ھیں - جھاڑ کنول تمھارے لئے بارہ دری سکندر باغ میں سجوائے ھیں - صاحب تم کہاں تھیں - نہ یہاں تھیں نہ وھاں تھیں - خدا کے واسطے سچ بتاؤ - ذرا ھاتھ تو ادھر لاؤ - میرا دل دیکھنا کیسا دھڑکتا ھے - مثل (ورق ۶۳ ب) طائر مذبوح پھڑکتا ھے - لو پھر میں اب سوار ھوجاؤں - تمھارے واسطے بھی گاڑی جو کر تیار کروا منگواؤں - کوچوانوں کی آنکھوں پر پٹیاں بندھوا دوں - جوانان چمن پھر رھے ھیں کوئی قصہ پڑھ کر اونہیں بھی کھسکا دوں - آب شبنم سے برگ درختاں دھوجائیں - ملکۂ عالمیان سلامت - اب ھمارے تمھارے وصل کے موقع ھو جائیں - حمام سکندر باغ طیار رھے - حکم دیجئے تو خزانے کا پانی حوض کی (ورق ۶۴ الف) تہہ میں بہے - خزانہ بالا خانہ کھلوادوں - آبشاروں کو اپنے حال زار پر رلوادوں - قمریاں دلق خاکستری کریں - بلبل شکوۂ بے پری کریں - پتے کف افسوس ملیں - آتش گلزار اور اخگر حسد سے باغبان جلیں - اے سرو ریاض دوستی - اے گل گلستان یک رنگی - ھائے افسوس ھائے افسوس - کیسے کیسے جلسے دن رات رھتے تھے - ھمارے تمھارے دشمن کبھی یوں رنج فراق و زندان (ورق ۶۴ ب) کاھیکو سہتے تھے - چمن زر گل سے مالا مال تھے - درختان باغستان سرتا پا نہال تھے - آہ کس کی نظر بد لگ گئی - جو صیاد کو بلبلوں سے کد لگ گئی - شکوہ بے جا ھے - تقدیر کا لکھا ھے - نام ھی اوس کا صیاد ھے - اس کا اظہار باعث آہ و فریاد ھے - خزاں کی گرم لوؤں کے جھونکے لگ چکے - داغ سبھوں کے لگ چکے - اب کچھ مطلب بھی سنایا چاھئے - دل میں چوٹ لگتی ھے - اس مضمون سے قلم پھرایا چاھئے - اے تاج فرق حسیناں ، (ورق ۶۵ الف) اے ستارۂ افشان مہ جبیناں ، نامۂ محبت طراز مثل یار ھمراز شہر ذی قعد سنہ ۱۲۷۵ ھجری کی دوسری تاریخ آیا - واللہ ھمارے ایک شعر پر کئی طرح کے مخمس نے بڑا مزا دکھایا - روی کے قاعدے والے مصرعوں میں سے مصرع اول شاعر برائے نشاندھی نوک زیرخامہ عطر شمامہ ھوتا ھے - واللہ ایک ایک مصرعہ مروارید رشتۂ فکر میں پروتا ھے - مصرعہ

مخمس مرسلهٔ ملکهٔ جہانیاں ممتاز جہاں (ورق ٦٥ ب) نواب اکلیل محل صاحبہ زینب بیگم زاد محبتہ، کہ بہ قاعدہ و صنعت قافیہ روی بر شعر غزل راقم چسپیدہ بود - بنا بر نشاندھی مصرعہ :—

چمن ہے ابر ہے خلوت ہے اور آرام کی ہر شے

الیٰ آخرہ - جان من اور اشعار غزل چسپیدگیٔ مصرعہ ہائے خوش فکر شاعر بے نظیر سے محروم رہے - اس سبب سے ہم نہایت مغموم رہے کہ شاید وہ لائق مخمس نہ ٹھیرے - وہ اچھے (ورق ٦٦ الف) بس نہ ٹھہرے - اے مری جان! اے زوجہ سلطان! اسی کاتب و شاعر خوش نویس و خوش فکر و خوش تقریر کے واسطے آگے بھی تحریر کر چکا ہوں - ان کی ملازمی اور تنخواہ کی تدبیر کرچکا ہوں - رویائے صادقہ بھی تم نے انہی سے لکھوایا تھا - ایک ایک آنسوؤں سے اوسے پڑھوا کر رولایا تھا - مگر آج تک ہماری اوس تحریر کا جواب نہیں آیا - ایک لفظ بھی اوس تقریر کا جواب نہیں آیا - (ورق ٦٦ ب) اب پھر بار دگر لکھتا ہوں - مکرر لکھتا ہوں - کہ اوس کاتب خوش تقریر کا نام لکھوا بھیجو - اور بحر متقارب مثمن مقصورالآخر میں بھی کچھ کلام لکھوا بھیجو - تو ہم اوس کے نام کو دفتر پر لکھ لیں - اور خطاب اوس کا راقم عشق اختر لکھ لیں - ہمیں منظور ہے کہ جب سے تم نے ماشاءاللہ ہوش سنبھالا ہو - اور اے الآن جو جو سوانحات اور تعشق اور فرط تعشق تم سے ہمارے واسطے صادر ہوا ہو - اون سب (ورق ٦٧ الف) واردات کو یہ شخص پانچ چھ ہزار شعر میں اور بحر متقارب مثمن مقصور میں بقید تسطیر لائے - اور لطف تحریر راست راست سوائے مبالغہ شاعری دکھلائے - اور ایک ایک دو دو جز بتدریج تمہارے محبت نامے کے ساتھ بھیجتا چلا جائے - تو اے روان من یہ فرمائش ہماری اور اس کا انصرام دور از محبت نہ ہوگا - اور بعید از خلت نہ ہوگا - جی تو یہ چاھتا ہے کہ کتاب مثنوی ممتاز (ورق ٦٧ ب) کہ یہ نام بھی اوس مثنوی کے واسطے زیبا اور لائق ہے - مجلد اور محشی اور مطلا اور مذہب اور منقر کروا کے ہمارے پاس بھجواؤ -

جو صرف اس کا ہوگا وہ متعلق ہم سے ہے ۔ اور جو یوں نہ ہوسکے تو ایک ایک دو دو جز میرے پاس روانہ کرتے جانا ۔ میں یہاں حسب مرضیٔ خود اوس کی طیاری کروا لوں گا ۔ اور چھپنے کی بھی تدبیر کروں گا ۔ دیکھو تمھیں خدا کی قسم میری اس فرمائش کو بھول نہ جانا (ورق ٦٨ الف) حسب الایماء میرے عمل میں لانا ۔ کس واسطے کہ یہ شاعر نایاب ہے ۔ در خوش آب ہے ۔ میرا جی چاھتا ہے کہ تمھارے عشق کا مزا اس کی زبانی سنوں ۔ وجد میں آ کر مزا آٹھاؤں ۔ سر دھنوں ۔ کچھ بات نہیں ۔ کچھ ایسی بڑی کرامات نہیں ۔ ہماری خوشی اوس کا کام ہوگا ۔ تمھارے عشق اور ہمارے حسن کا تا قیامت نام ہوگا ۔ الہی جب تک خیمهٔ فلک اوتاد ستارگان سے چست ہے ۔ (ورق ٦٨ ب) اسباب عیش مدام رہیں ۔ تا روز قیامت ہمارے تمھارے حسن و عشق کے نام رہیں ۔ بقلم پرالم جان عــالم ۔ ذی قعد سنہ ۱۲۷۵ ہجری ۔

محبت نامۂ چہاردہم

خوشرو و جمیل ممتاز جہان نواب اکلیل محل صاحبہ سلامت ۔ نمیقۂ مسرت وثیقہ نویں تاریخ کو برہم زن متاع صبر و قرار ہوا ۔ صاحب واقعی مجھ سے چوک ہوئی ۔ بھلا تم نامحرم کے سامنے کیونکر ہو سکتی ہو ۔ اب خدا (ورق ٦٩ الف) جب ہمیں تمھیں یک جا کرے گا جبھی تمھارا چہرۂ پرنور دیکھوں گا ۔ اے مایۂ سرور و شادمانی غزل بھی اچھی تھی ۔ مگر جس شاعر نے تمھارا جواب لکھا تھا ۔ وہ نایاب ہے ۔ کئی دفعہ ہم نے لکھا کہ تم اپنے خط اوس سے لکھوایا کرو ۔ مگر شاید ہمارا خط تم تک نہیں پہنچا نہیں تو ضرور تم حسب الرضا ہماری کاربند ہوتیں ۔ اور نہ مجھے اوس شاعر کا نام معلوم ہے (ورق ٦٩ ب) تم اوس شاعر کا نام لکھوا بھیجو ۔ ہم اوسے نوکر رکھ لیں ۔ اشتیاق ملاقات تمھارا از حد ہے کہ شرح اوس کی نہیں ہو سکتی ۔ حق سبحانہ و تعالیٰ جلد تر شام ہجر کو بصبح وصال مبدل کرے ۔ بقلم جان عالم مورخہ دہم ذی قعد سنہ ۱۲۷۵ ہجری

اور ان دنوں مجاهد الدوله پھوپھا صاحب نے بھی باوجود کلام اللہ
اٹھانے کے اور قسم کھانے کے ہمارا ساتھ (ورق ۷۰ الف) چھوڑ دیا
اور موچی کھولیمیں آج راهی ہو گئے - خسرہ الدنیا والآخرہ -

محبت نامۂ پانزدهم

عاشقۂ صادقه نواب اکلیل محل صاحبه همیشه سلامت رهو - بعد
اشتیاق دیدن دیدار فرحت آثار کے معلوم هو - نمیقۂ مسرت وثیقه
پندرهویں ذی‌قعد سنه الیه کے پہنچا - اوس سے دینا نقل محبت ناموں کا
امیر علی خان کو (ورق ۷۰ ب) معلوم هوا - اور نه پہنچنا تو دو
ناموں کا مفہوم هوا - صاحب تمہارے سر کی قسم جب تمہارا محبت
نامه آتا ہے اوسی دن یا دوسرے دن میں نے جواب لکھے - اور جو
فرصت نه هووے یا کچھ طبیعت بے‌لطف هووے تو ذوالفقار الدوله سے
لکھوا کے آپ سن کے روانه کر دیتا هوں - تم تک نه پہنچے تو کیا
لاچاری ہے - بالفعل تمہارے عید الضحیٰ کے جوڑے کے واسطے
(ورق ۷۱ الف) هزار روپیه بھجوائے ہیں - جس وقت وصول هوویں
رسید مہری بھجوانا اور بالفعل اپنے کلام کو جمع کر رہا هوں - اس
وجه سے مجھے فرصت نہیں ہے - مگر جواب تمہارے محبت نامے کا
ذوالفقار الدوله سے لکھوا دیا ہے خود سن لیا ہے - اگر تا جمع هونے
کلام میں اپنے هاتھ سے نه لکھوں - تو کچھ اور خیال نه کرنا -
کم محبتی تصور نه کرنا - انشاء اللہ جب اوس سے فراغت هووے گی -
بدستور (ورق ۷۱ ب) نظم و نثر لکھوں گا - فقط - اور نواب
مجاهد الدوله دسویں کو شہر مذکور کے موچی کھوے کو گئے -
اور مہتاب الدوله کو سب نقلیں تو دو ناموں کی دینا - اور دیا کرنا
مکرر یه که ایک کتاب اپنے محبت ناموں کی تاریخ وار جس طرح ه
نے بھیجے هوں - خوش تقطیع بین السطور اچھا مطلا مذهب منقش
کروا کے همارے پاس بھجواؤ - مگر جس طرح هم نے لکھا ہے م
نظم و نثر اوسی ترتیب سے اور دیباچه (ورق ۷۲ الف) اوس کا اپنے ن
بر کرنا - که یه محبت نامه مرسلۂ جان عالم هم نے اپنے فرط محب

سے جمع کئے اور اوس کا نام تاریخ ممتاز رکھنا ۔ اور بعد اوس کے تحفہ جلد اوس کی بنوا کے ہمارے پاس بھجواؤ ۔ اور ہر ہر مہینے کے بعد یہی شغل جاری رکھنا کہ اوسی تقطیع اون کے موافق درست کروا کے بعد انقضائے ماہ ہمراہ محبت نامہ وہ اوراق روانہ کردیا کرنا۔ ہمارے دل کو سرور اور آنکھوں کو نور (ورق ۲۷ ب) رہے گا ۔ اور جو کچھ اوس میں صرف ہوگا وہ ہم سے متعلق ہے ۔ زینہار کچھ اس میں پس و پیش نہ کرنا ۔ تھوڑے لکھے کو بہت جاننا ۔ از قلم ذوالفقار الدولہ بموجب حکم ۔ ۱۷ ذی قعد سنہ ۱۲۷۵ ھجری ۔

محبت نامۂ شانزدہم

حسینۂ با آبرو ، عنبرمو ، لالہ فام ، مہر مقام ، محبوبہ السلطان ، ممتاز جان ، ھجر یار سے بے کل ، نواب اکابل محل ، وادی وحشت نصیب دشمنان رہے ۔ اور بوستان (ورق ۳۷ الف) موانست برائے دوستاں رہے ۔ بعد معانقۂ ابدان روحانی اور ارواح جسمانی ، بلبل قلم کو ترانہ سنج دعا کرتا ہوں ۔ تمہارے تپ فرقت سے مرتا ہوں ۔ دو قطعہ نمیقۂ موالفت وثیقہ ذی‌قعد کی بیسویں تاریخ آئے ۔ تاب و تواں بدن زار میں لائے ۔ ایک مورخہ غرہ ذی‌قعد سنہ الیہ اور دوسرا مرقومہ پنجم شہر حال و سنہ الیہ کا ۔ پانچویں خط میں یہ غزل تھی ۔ (ورق ۳۷ ب) جس کے مطلع کا حصہ اول بنا بر یاد دھی لکھا جاتا ہے ۔ مصرعہ :—

واہ کیا وقت پر اے جان جہاں یاد کیا

الی آخرہ اور ھچکی کا آنا اور زیب محل صاحبہ کا طعنہ زبان پر لانا ، اور غرۂ ذی‌قعد والے خط میں پھر ایک خواب کا ڈھچر باندھا تھا ۔ خدا جانے جھونٹھ نرا مبالغۂ شاعری تھا ۔ یا در اصل سچ تم نے یونہی دیکھا تھا ۔ اے جان من خواب دروغ بیان کرنا (ورق ۴۷ الف) بڑی معصیت عظیم ہے ۔ کیا تم نے سنا نہ ہوگا۔ اور یوں شاعری کے لئے اور ہزار پہلو دھرے ھیں ۔ بالفعل غم ہجر ستاتا ہے ۔ کلیجہ منہ کو آتا ہے ۔ رنج قید و زندان تمہارے عاشق پر بدستور ہے ۔ مگر یہ شیدا

تمہارے عاشقوں میں مشہور ہے - منشی علی اکبر چالیس روپیہ مہینہ
کے ملازم ہوچکے - پانچ عدد انگشتر مرصع تم کو بھجوائے ہیں -
بقلم جان عالم (ورق ۴۷ ب) مورخہ ۲۲ ذی‌قعد سنہ ۱۲۷۵ ھجری -
اور بالفعل نورتن مرصع ایک جوڑی تمہارے واسطے پہنچتی ہے - جب
پانا - رسید بھجوانا - فقط -

محبت نامۂ ہفتدہم

نواب اکلیل محل صاحبہ اختر برج سعادت سلامت - پس از مراسم
شوق مدعا نگار ہوں - ایک خط مورخہ نہم ذی‌قعد سنہ الیہ میں یہ
غزل ہے - مصرعہ از غزل مرسلہ محبوبہ :—

طلب دل کو پھر ہے تمہاری نشانی

(ورق ۵۷ الف) اور مبارک منزل میں نشانی ان کوٹھیوں کی دینا -
جان من بسا تعجب ہے کہ مبارک منزل مکان مسکونہ نواب زیب محل
صاحبہ تھا نہ تمہارا - اور نہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ وہاں میں نے تم
کو کوئی نشانی دی - بہر صورت اعادہ اس کا کیا ہے - یقین ہے تمہیں
پہنچی - بقلم جان عالم ۲۵ ذی‌قعد ۱۲۷۵ ھجری از طرف محمد سجاد بندگی -

محبت نامۂ ہشتدہم

ممتاز جہان نواب اکلیل محل صاحبہ سلامت
(ورق ۵۷ ب) ممتاز جہان نواب اکلیل محل صاحبہ سلامت
غرہ ذی حجہ سنہ الیہ کو محبت نامہ تمہارا معہ غزل بعبارت منش
اکبر علی خان توقیر مرقومہ اونیسویں ذی‌قعد ۱۲۷۵ ھجری کا ہمی
وصول ہوا - نہایت خوش دل ملول ہوا - سارے افسانے اگلے پرا
یاد دلائے - بڑے رنج اوس سے یاد کرکے اوٹھائے - بے میرے اب
ہوا ہے اگر خدا دے تو سب کچھ پھر (ورق ۶۷ الف) اوسی طر
سے ہوگا - وہی ہم ہوں گے وہی تم ہوگی - وہی باغ وہی چمن
اور کیا حال اپنی مصیبت کا لکھوں - کہ برابر لکھتے شرم آتی ہے
پس کہاں تو وہ سامان تھا کہ جس کا ادنیٰ سما تم نے لکھا ہے
کہاں ہم اب وہی ہیں کہ خود اپنے ہاتھ سے اپنا کام کرتے ہیں

گھڑیوں آدمیوں کو پکارا کرتے ہیں - خیر شکر ہے - بہر حال وہ خالق ہے - جو اوس کی مرضی - کیا عجب ہے - (ورق ٧٦ ب) کہ پھر ہم ویسے ہوجائیں - اور اب دن بھلے آئیں - اللہ رحم جلد کرے کہ اب تاب طبیعت باقی نہیں ہے - ذی‌حج سنہ الیہ - از قلم ذوالفقار الدولہ بموجب حکم - از طرف نویسندہ بندگی -

محبت نامۂ نوزدہم

سرتاج محبت شعاران - افسر وفاداران ، نواب اکلیل محل صاحبہ خوشحال رہو - نہال رہو - زبان کیا منہ رکھتی ہے کہ جو داستان اشتیاق (ورق ٧٧ الف) قصۂ فراق کو لب پر لائے - اور قلم بے مغز اپنی ریشہ دوانی سے لکھے تو سینہ چاک ہوجائے - الحمد اللہ کہ تمہاری دعائے قلبی قبول ہوئی - مسرت جاوید حصول ہوئی - یعنی ذی حج کی ساتویں تاریخ ہفتے کے دن بلائے ناگہانی آفت آسمانی سے نجات پا کے اپنی فرودگاہ قدیم میں آئے - گلہائے بہجت و شادمانی جیب و دامان طبیعت میں لائے - (ورق ٧٧ ب) اس دن کو شب معراج عیش و نشاط کہنا بجا ہے - اور عید عشرت و انبساط سمجھنا روا ہے - حق تعالیٰ اتنا فضل و کرم فرمائے - کہ ہمیشہ مکروہات و ترددات دنیا سے بچائے - نامۂ نامی تمہارا پانچویں شہر مذکور کا لکھا ہوا صادر ہوا - باعث تسلیٔ خاطر ہوا - مضمون اوس کا اس قدر میٹھا تھا کہ مزۂ قند جس کے روبرو سیٹھا تھا - بین السطور کی نہ بات پوچھو کہ کہکشاں اوس کی کنیز ہے - اور روانی عبارت کی کوثر و تسنیم عزیز ہے - جناب باری وہ ساعت وصل بھی لائے تم کو ہم سے ہم کو تم سے ملائے - زیادہ بہرحال خیریت ہے - مطلوب تمہاری عافیت ہے - راقم سراسر اشتیاق سلطان عالم مشتاق ١٤ ذی حج سنہ ١٢٧٥ ھجری بقلم میر آغا -

محبت نامۂ بستم

خوش عمل نواب اکلیل محل صاحبہ زاد حسنہا - (ورق ٧٨ ب) صحیفۂ محبت طراز ، مودت انجام ، فرحت آغاز ، تمہارا تکمہ گریبان

وصول ہوا ۔ بہت خوش اختر ملول ہوا ۔ مطلب کھلا ۔ غنچۂ دل کھلا ۔ ہم داستان اشتیاق کو کیا لکھیں ۔ یہ کہو فراق میں کب تک دکھیں ۔ سچ کہنا تمہارا کیا حال ہے ہماری مفارقت کا کچھ بھی ملال ہے ۔ دیکھو جھوٹ نہ کہنا ۔ جادۂ الفت میں ثابت قدم رہنا ۔ مزاج کا حال کیا بتاؤں ۔ (ورق ۷۹ الف) کس طرح میں اپنا دل داغدار دکھاؤں ۔ خدا کی قسم بہت بیتاب ہوں ۔ خدا تمہارا وصل نصیب کرے ۔ زمانۂ فرحت قریب کرے ۔ اور خطوط کے بھیجنے میں تساہل نہ کرنا ۔ دیکھو ہماری فرمائش میں تغافل نہ کرنا ۔ آنے کے باب میں پیشتر بھی تم کو لکھ چکا ہوں ۔ اختیار ہے ۔ ہماری طرف سے نہ اجبار ہے نہ اصرار ہے ۔ زیادہ زیادہ ۔ بقلم میر محمد صفدر علی ۔ مرقوم هفتم شهر صفر سنه ۱۲۷۶ هجری ۔

